قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابو سعید
Online Edition
ہفتہ 05 مارچ 2022ء | 02 شعبان 1443 ہجری قمری | 05 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:55

ارشادباری تعالیٰ

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَاُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۫ وَمَا لَہُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۵۷﴾

(آل عمران:57)

ترجمہ: یعنی جو کافر ہوئے ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

فرمان خلیفہ وقت

پھر ایک شخص لیکھرام تھا جو آنحضرتؐ کو گالیاں نکالتا تھا۔ اس کی اس دریدہ دہنی پر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ وہ باز نہ آیا۔ آخر آپؑ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دردناک موت کی خبر دی۔

(خطبہ جمعہ 10/ فروری 2006ء)

’’آپؑ نے اس بارے میں پیشگوئی فرمائی اور باوجود تمام تر حفاظتی تدابیر کے کوئی اس کو بچا نہ سکا۔ یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے۔ بہرحال اس کے قتل کے بعد اس پیشگوئی کی بنا پر جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے انجام کی کی تھی حکومت کے کارندوں نے بھی کوششیں کیں اور لوگوں نے بڑا شور مچایا اور آپ پر الزام لگایا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی ہر لحاظ سے یہاں بھی بریت فرمائی۔ آپؑ کے گھر کی بھی تلاشی لی گئی لیکن پولیس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ فروری 2006ء)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ابولہب کا بیٹا لہب رسولؐ اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ اس پر رسولؐ اللہ نے دعا کی اے اللہ! اس پر اپنا کوئی کتا مسلط کر دے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے ہڑپ کر گیا۔

(مستدرک حاکم کتاب التفسیر سورہ لہب حدیث نمبر 3984)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

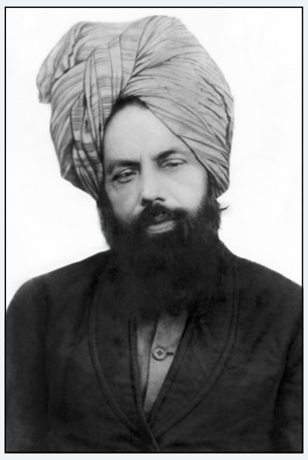

اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس پیشگوئی کی وضاحت صرف اس حد تک ہی نہیں کہ اس میں لیکھرام کی موت کی خبر دی گئی اور نیز یہ بھی کہا گیا کہ معمولی بیماریوں کے ذریعہ سے موت نہیں ہوگی بلکہ ہیبت ناک نشان کے ساتھ موت ہوگی اور تیغ بڑّان کے ذریعہ سے موت ہوگی۔ بلکہ اس کے ساتھ کی ایک دوسری پیشگوئی میں موت کا دن اور تاریخ بھی بتلائی گئی ہے۔ جیسا کہ میری کتاب کرامات الصادقین کے صفحہ 54 میں اسی بارے میں ایک عربی شعر ہے جو قریبا چار سال واقعہ قتل لیکھرام سے پہلے رسالہ مذکورہ میں چھپ کر تمام قوموں میں شائع ہوچکا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ شعر یہ ہے جو کرامات الصادقین کے صفحہ 54 میں درج ہے:

وَبَشَّرَنِی رَبِّی وَقَالَ مُبَشِّرًا سَتَعرِفُ یَومَ العِیدِ وَالعِیدُ اَقرَبُ

یعنی میرے خدا نے ایک پیش گوئی کے پورا ہونے کی مجھے خوشخبری دی اور خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا جبکہ نشان ظاہر ہوگا اور عید کا دن نشان کے دن سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہوگا۔۔۔۔۔۔ اور ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ عید یکم شوال کو جمعہ کے روز ہوئی اور لیکھرام دوسری شوال کو ہفتہ کے دن 6مارچ 1897ء میں مارا گیا۔۔۔۔۔۔۔ اور درحقیقت یہ تمام بیان اجمالی طور پر اس پیش گوئی میں موجود تھا کہ عجل جسد لہ خوار کیوں کہ گوسالہ سامری ہاتھوں سے کاٹا گیا تھا پس چونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں واقعات کا تماثل ضروری ہے اس لیے ماننا پڑا کہ لیکھرام جس کو عجل سامری سے مشابہت دی گئی ہے ہاتھوں سے کاٹا جائے۔ اور چونکہ عجل سامری کے کاٹے جانے کا دن شنبہ کا دن تھا اور یہودیوں کی ایک عید بھی تھی لہذا پیشگوئی کی مشابہت کے پورا کرنے کے لحاظ سے ضروری ہوا کہ اس واقعہ کے قریب ایک عید ہو اور شنبہ کا دن بھی ہو۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ جیسا کہ گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اول قاتل نے اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو چھری کے ساتھ زیادہ کھولا۔ پھر اس کی لاش پر ڈاکٹری امتحان کی چھری چلی۔ غرض گوسالہ سامری کی طرح تین مرتبہ انسانوں کے ہاتھوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور پھر وہ عجل سامری کی طرح جلایا گیا اور پھر عجل سامری کی طرح دریا میں ڈالا گیا۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 396-399)

اس شمارہ میں

- میں تجھے جب خط لکھوں (منظوم)
- کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- ’’لیکھرام کا نشان ایک عظیم الشان نشان ہے‘‘

دربارِ خلافت

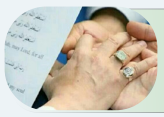

خدا تعالیٰ کی صفت متین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت چہرہ، دعا کے ہتھیار سے پنڈت لیکھرام کی ہلاکت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت چہرہ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں جو دکھا سکے اور نہ کوئی ہے جو دکھا رہا ہے۔ اور یہی آپ کی جماعت کا کام ہے۔ پس اس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے‘‘ صلی اللہ علیہ وسلم ’’(ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مُرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذُرّیّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے‘‘ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو)۔ ’’اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دُھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم مُنوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 119-118)

فرمایا: ’’وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبییّن جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو‘‘۔

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8صفحہ 308)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

پس یہ تھا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ جب لوگوں نے مختلف خوابیں دیکھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں دیکھا۔ یعنی دو وجود ایک ہی جان ہو گئے۔ پس ہمارا ابھی کام ہے کہ آج اور ہمیشہ اپنی زبان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے تَر رکھیں اور اس میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ اسی طرح آپ کے اُسوہ پر عمل کرنے والے ہوں اور اس میں بھی ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جانے والے ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آج جلسے بھی بڑے ہو رہے ہیں، جلوس نکل رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت منائی جا رہی ہے لیکن وہاں آپ کی تعلیم کا اظہار نہیں ہو رہا۔ ربوہ میں تو شاید اس وقت جو جلوس نکل رہے ہوں اُن میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہو رہا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان نہیں ہو رہی ہو گی بلکہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جا رہی ہوں گی۔ جماعت کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی جا رہی ہو گی۔

پس ایک طرف تو یہ ان لوگوں کا سلوک ہے جو دنیا دار ہو چکے ہیں۔ مسلمان کہلانے کے باوجود اسلام سے دور ہٹ چکے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا سلوک جو صحابہ کے ساتھ تھا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ظاہر کر رہا ہے، اُن کو دکھا رہا ہے، اُن کی تسلی کرا رہا ہے اور آج بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ اسی طرح کے نظارے اپنے نیک فطرت اور سعید لوگوں کو دکھا رہا ہے اور اسی وجہ سے وہ جماعت میں آ رہے ہیں، قبول کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں بیعت میں آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی غلامی کو اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ لوگ جو مخالفین ہیں ان کی بھی آنکھیں کھلیں اور بجائے یہ نام نہاد مسلمان کہلانے کے حقیقی مسلمان بننے والے ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی آواز ہے اُس کو سننے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 25/ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کی صفت متین اور پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت متین کام کر رہی ہے اور قائم ہے جیسے پہلے قائم تھی۔ اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ کے نظارے خدا تعالیٰ آج بھی دکھاتا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تلوار کے جہاد کے ذریعہ سے نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پکڑنے کے اپنے

بقیہ صفحہ 4 پر

میں تجھے جب خط لکھوں

میں تجھے جب خط لکھوں خود کو سنبھالوں تو لکھوں
پاک صاف و باوضو دل کو بنا لوں تو لکھوں

اشک ہوویں روشنائی اور قلم یہ دل بنے
پھر خیال و خواب کے کاغذ بچھا لوں تو لکھوں

چل رہا ہے رات دن اک الجھنوں کا سلسلہ
جان اپنی ان جھمیلوں سے چھڑا لوں تو لکھوں

دل گھٹا جاتا ہے اپنی حالتوں کو دیکھ کر
بار ہے دل پر بہت اس کو ہٹالوں تو لکھوں

نور وہ جس سے منور ہیں ترے قلب و نظر
روح کو اس نور سے روشن کرا لوں تو لکھوں

سانس یوں رکتی ہے جیسے اک گھٹن ہو ہر طرف
اس فضا سے جان کچھ اپنی بچا لوں تو لکھوں

ہے مقابل پر جو دشمن وہ مرا ہی نفس ہے
پہلواں یہ ہے قوی اس کو گرا لوں تو لکھوں

مستحق میں بن سکوں تیری دعائے خاص کا
اشکِ گریہ میں ذرا خود کو بہا لوں تو لکھوں

کیا مری اوقات ہے؟ کیا ہے مجھے خود کی خبر؟
جب کبھی یہ آئینہ خود کو دِکھا لوں تو لکھوں

ابن الواحد

اداریہ

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا

آج کا اداریہ خاکسار نے اپنی تصنیف ''تیغ دعا'' کے باب دہم سے لیا ہے جو خاکسار نے لیکھرام کی موت پر 100 سال مکمل ہونے پر قریبا 350 صفحات پر مشتمل تحریر کی تھی۔ آج چھ مارچ کی مناسبت سے اس کا کچھ حصہ ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک کشف میں قوی ہیکل اور مہیب شکل آدمی دیکھا جو لیکھرام اور ایک دوسرے شخص کے بارہ میں پوچھتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مجھے معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ کاش مجھے یاد ہوتا تو اسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہوسکتا تو میں اسے وعظ ونصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا یوں کہو کہ اس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 297 حاشیہ)

دوسرے شخص کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے کئی رنگ ہیں۔ (جن کا ذکر کتاب کے اس باب میں تو ہو چکا ہے تاہم قارئین الفضل کے لئے الگ سے پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ) جن میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی جنرل ضیاء الحق کے متعلق بھی پوری ہوئی۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ''دوسرے شخص'' کی ہلاکت کی پیشگوئی ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کے حق میں پوری کی۔ جب ایک آمر مطلق 17/اگست 1988ء کو قہری تجلی کا نشان بنا کر مارا گیا۔

اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور جماعت احمدیہ اور اس کے خلیفہ کے ساتھ نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے عصر حاضر کے اس ڈکٹیٹر کو لیکھو کہہ کر پکارا اور اس کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے متعدد بار اسے سمجھایا مگر یہ اپنی شرارتوں میں بڑھتا گیا۔ آخر مباہلہ کے نتیجہ میں جب اس شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ 17 اگست 1988ء کی سہ پہر کو صادر فرمایا اور وہ ایسے طریق سے خدائے قادر مطلق کی گرفت میں آیا کہ کوئی اسے بچا نہ سکا۔ وہ اپنے ارمانوں کو دل میں لے کر حسرت ویاس لئے آگ کے شعلوں کی نذر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

اس کے قتل کے واقعہ کو لیکھ رام کے واقعہ سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو روح خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے کہ کس شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اسے لیکھ رام سے ملایا ہے اور پیارے امام کے یہ الفاظ پورے کیے ہیں۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

اتفاقات میں سے یہ عجیب اتفاق ہے کہ ضیاء الحق کا دور حکومت بھی فرعون مصر اور لیکھ رام کی طرح 11 سال سے کچھ اوپر ہے۔

لیکھ رام کی طرح ضیاء الحق کو بھی موت کا ڈر لاحق تھا۔ ان دنوں گھر سے بہت کم نکلتے تھے۔ بہاولپور کا سفر بھی اختیار کرنے سے قبل کئی دفعہ فیصلہ بدلا اور ضیاء الحق کی ہلاکت کے وقت اس کی حفاظت کے لئے تمام تدابیر بروئے کار لائی گئی تھیں۔ محفوظ ترین ائیر کرافٹ میں سفر کر رہا تھا اور پھر ایک کیپسول میں بیٹھا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ائیر کرافٹ تباہ ہونے کی صورت میں وہ الگ زمین پر بحفاظت Land کر جاتا ہے مگر خدائی قدرت دیکھیں کہ وہ Eject ہی نہیں ہوسکا۔

ائیر کرافٹ جہاں گرا وہ جگہ بستی لال کمال (بہاولپور) کے قریب ہے۔ یہ جگہ سرکاری کاغذات میں شمشان گھاٹ (مرگھٹ) کے طور پر الاٹ ہے جہاں کسی وقت ہندو اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل اس علاقہ میں زیادہ تر ہندو آباد تھے۔

آگ میں جلنے کے بعد اس کا اور دوسرے ساتھیوں کا نام ونشان مٹ گیا اور ایک Denture بچا۔ کچھ راکھ تو اکٹھی کرکے اسلام آباد میں دفنا دی گئی اور باقی راکھ کو سیلاب کے پانی نے دریائے ستلج میں بہا دیا۔ اور اس طرح کئی لحاظ سے لیکھ رام سے مشابہ ٹھہرا۔ ایک دفعہ پھر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کو سچا پایا۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال،اے روبہ زار و نزار

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمنا داس نے کراچی کے اخبار ڈیلی نیوز کے حوالہ سے لکھا۔

''جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہوجائے.........معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا.........جنرل ضیاء نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی آنکھیں خیرات کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئیں......... آگے اخبار لکھتا ہے۔

فاتح مباہلہ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقع دیا جاتا ہے لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا بلکہ اسی طرح دفن کر دیا گیا.......اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔

یہ بات کہ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے اس کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا تیز تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔''

(روزنامہ ہند سماچار 8 نومبر 1988ء)

جہاز کا ملبہ

؎ خدا اڑا دے گا خاک تیری کرے گا رسوائے عام کہنا

آج بھی جماعت کو بے شمار لیکھ راموں سے واسطہ ہے جو ہر وقت مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہم اپنے پیارے خدا کے دربار میں امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو نیست و نابود کرے گا اور جماعت احمدیہ کی شان کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا۔ اس کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔ اور ہمارے ازدیاد ایمان کی خاطر ہمارے حق میں نشان دکھلاتا رہے گا۔ جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

''مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا بقیہ صفحہ 14 پر

مترجم: ابو سلطان

ڈائری مکرم عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

حقیقت میں ایک انمول خوش آمدید

ہم Morae مقام پر سہ پہر بارہ بجے پہنچے اور اس کے بعد جو ہوا وہ نہایت شاندار اور کبھی یادوں سے فراموش نہ ہونے والا اور غیر معمولی تھا۔

ہمیں بتایا گیا تھا کہ حضور انور کے اعزاز میں ایک خاص رسمی Maori خوش آمدید کی رسم پیش کی جائے گی۔ تاہم مجھے نہیں لگتا کہ ہم میں سے کسی نے بھی کبھی ایسا سوچا تھا یا تصور بھی کیا تھا کہ یہ خوش آمدید کی رسم کس قدر انمول ہوسکتی ہے۔ یہ تقریب خوش آمدید ہمہ وقت نہایت دلکش، دلفریب اور خوفزدہ کر دینے والی بھی تھی۔ خوفزدہ کرنے سے میری مراد یہ نہیں کہ اس میں ڈر یا فکر کا کوئی پہلو تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ ایسی جوشیلی خوش آمدید تقریب تھی جو بہت جوشیلی اور جارحانہ تھی۔ تاہم یہ تقریب نہایت احسن رنگ میں انجام پائی۔ جس کا مقصد Maoris کی رسم و رواج کے مطابق حضور انور کے لیے انتہائی تعظیم کا اظہار کرنا تھا۔ لوکل جماعت اور قافلہ کے ممبران سمیت پچاس سے ساٹھ احمدی احباب تھے اور ہم سب حضور انور اور خالہ سبوحی کے ساتھ کھڑے تھے۔ Maori بادشاہ کا بیٹا بھی حضور انور کے ساتھ کھڑا تھا۔

دوسری طرف Maori قبیلہ کے تین افراد تھے جو رسمی جنگجوؤں کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ برہنہ تھے جیسا کہ رسمی جنگجو ہوتے ہیں اور ان کا لباس محض ایک سکرٹ اور رسمی بیلٹ پر مشتمل تھا۔

ان کے ہاتھوں میں لکڑی کے بڑے عصا تھے جب انہوں نے اپنے جنگجو رقص کی ابتدا کی، جو HAKA کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کی ہر حرکت پر جوش تھی۔ وہ بولتے نہ تھے بلکہ Maori قبیلہ کی زبان میں دھاڑتے تھے۔ وہ قدم بہ قدم آگے بڑھے اور ہمارے قریب آتے گئے۔ ہر بار ان کا دھاڑنا اور قدم اٹھانا پہلے سے زیادہ جوشیلا ہوتا تھا۔ وہ اپنی زبانیں باہر نکال کر گاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی مجھے اس بات کا خیال آیا ہی تھا کہ وہ جنگجو حضور انور سے چند گز کے فاصلے تک قریب آگئے اور میں نے محسوس کیا کہ ہمارے سیکیورٹی اہلکاروں میں سے چند کے پریشانی کے عالم میں پسینے چھوٹ گئے کہ سب ٹھیک تو ہے۔ یقیناً اگر انہیں پہلے سے پتہ نہ ہوتا کہ یہ خوش آمدید کہنے کی تقریب ہے تو جنگجوؤں کے اس رقص کو غلط فہمی سے جارحانہ کاروائی سمجھا جا سکتا تھا۔ اس سب کے دوران Maori خواتین بھی اپنی زبان میں کچھ گنگناتی رہیں جو بلند اور مترنم تھا۔

رسمی Maori ملاقات

رسمی تقریب کے اختتام پر حضور انور Maori بادشاہ سے ملاقات کے لیے اس کی گاڑی تک تشریف لے گئے۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے حضور انور نے Maori بادشاہ سے Maori کے رسمی طریق پر یوں ملاقات فرمائی کہ دونوں کے ناک اور ماتھا ایک دوسرے سے مس کر رہے تھے۔

اگرچہ تقریب کے متعدد پہلوؤں میں سے یہ ایک نہایت مختصر لمحہ تھا تاہم مجھے ایسے لگا کہ حضور انور جس بات کا پرچار فرماتے ہیں آپ اس کے بہترین مظہر بھی ہیں۔ یوں کسی کی ناک کے ساتھ ناک ملا کر ملنا اگرچہ ہمارے رسم و رواج میں بالکل مفقود ہے تاہم Maori رسم و رواج کے مطابق حضور انور نے بادشاہ سے اس طریق پر ملاقات فرمائی۔ حضور انور مستقل تلقین فرماتے ہیں کہ اسلام مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جملہ مذاہب کی تعظیم کریں اور آپ نے اپنے عمل سے اس کو ثابت کر کے دکھایا۔

یقیناً حضور انور اسلامی تعلیم کے خلاف کبھی بھی کوئی قدم نہیں اٹھاتے لیکن جہاں کوئی بھی عمل اسلام کے منافی نہ ہو تو حضور انور امن، باہمی رواداری اور دیگر مذاہب کے لوگوں سے میل جول بڑھانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

ایک نہایت یادگار ترانہ

Maori کے رسمی گانوں اور دعاؤں کے بعد ہماری لوکل جماعت نے اس کے جواب میں احمدیوں کے ترانے 'ہے دستِ قبلہ نما' کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ یہ بھی ہم ممبران قافلہ (لندن) کے لیے ایک نہایت انمول تجربہ تھا۔ جو بھی مجھے اچھی طرح جانتے ہیں انہیں علم ہے کہ میں نے کبھی پبلک میں تلاوت یا نظم نہیں پڑھی کیونکہ میری آواز کچھ اچھی نہیں ہے۔ بہرحال اس دن بے خیالی میں ایسا ہوا کہ میں بھی ترانہ پڑھنے والوں کے ساتھ شامل ہوگیا۔

Rotorua جھیل کی سیر

Gaysers(سمندری آتش فشاں) دیکھنے کے بعد ہم قریبی جھیل Rotorua کی سیر کے لیے گئے جہاں ہم نے ایک گھنٹے کے قریب وقت گزارا اس سارے دورہ کے دوران یہ سب سے زیادہ دلچسپ حصہ تھا جس سے سب محظوظ ہوئے۔ کئی ہفتوں کی مستقل مصروفیت کے بعد حضور انور نے اس جھیل پر قریباً ایک گھنٹہ گزارا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے کچھ آرام فرمالیا ہو اور قدرتی حسن سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ یہ جھیل بہت ہی خوبصورت اور وسیع تھی اور لوکل جماعت کے چند ممبران اور خدام سے گفتگو کرنے کے بعد حضور انور اپنا رخ جھیل کی طرف کر کے اکیلے تشریف فرما رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور خاموشی سے کچھ دیر بیٹھنا چاہتے تھے اور لوگوں کے ہجوم سے ہٹ کر کچھ سوچ و بچار میں مصروف تھے۔ چنانچہ ہم سب ذرا پیچھے ہی رک گئے اور حضور انور چند منٹوں کے لیے جھیل کی طرف چہرہ کر کے تشریف فرما رہے۔ یوں حضور انور کا اپنی ذات کے لیے کچھ وقت میسر آتا دیکھنا، بہت اچھا لگا۔ میں یہی سوچتا رہا کہ ہم سب کو تنہائی کے لمحات میسر ہو جاتے ہیں، جب ہم آرام کر سکتے ہیں اور (اپنی ذات کے حوالہ سے) کچھ سوچ و بچار کر سکتے ہیں مگر حضور انور کو ایسے لمحات شاذ و نادر ہی میسر آتے ہیں بوجہ اس ذمہ داری کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفویض فرمائی ہے۔

یوں حضور انور کو تنہائی میں بیٹھا دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ ایک انمول لمحہ ہے چنانچہ میں نے خاموشی سے چند قدم حضور کی جانب اٹھائے اور حضور انور کی جھیل کو دیکھتے ہوئے کی ایک یادگار تصویر بنالی۔

جھیل پر کافی (Coffee)

اب موسم کافی سرد ہو چکا تھا۔ ذاتی طور پر سنگاپور اور آسٹریلیا میں کئی ہفتوں کے گرم موسم کے بعد مجھے اپنے کوٹ کے بٹن بند کرنے میں لطف آ رہا تھا۔ اس ٹھنڈ میں یہ ایک نہایت خوش کن surprise تھا کہ حضور انور نے لوکل جماعت سے، ہر ممبر قافلہ کے لیے کافی مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور پھر کچھ دیر میں چار سے پانچ خدام Cappuccinos جو Relish نامی دکان سے لی گئی تھی، لے کر حاضر ہو گئے۔ جب یہ کافی حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے پینے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ یہ سادہ کافی ہے۔ مگر جب حضور انور کو علم ہوا کہ یہ Cappuccino ہے، تو آپ نے پینا پسند فرمایا۔ کیونکہ حضور انور کبھی کبھار Cappuccino پینا پسند فرماتے ہیں۔

چنانچہ ہم سب نے وہاں بیٹھ کر کافی پی اور بسکٹ اور کیک کھائے اور میں نے خاص طور پر ان لمحات کو اس حوالہ سے بھی خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے گزارا کہ ہم حضور انور کی قربت میں تھے۔ الحمدللہ۔ جس دوران ہم کافی پی رہے تھے چند پرندے اڑتے ہوئے آئے تو چند ممبران قافلہ نے ان کو کچھ کھلانا شروع کر دیا جس پر پرندوں کی ایک ڈار بھی آ گئی۔ اس دوران حضور انور نے اپنے ذاتی کیمرہ سے ویڈیو بھی بنالی۔

ایک احمدی کا تبصرہ

ایک خوش نصیب احمدی خادم جن کو حضور انور کو (نیوزی لینڈ ائر پورٹ پر) خوش آمدید کہنے کی سعادت ملی وہ منصور چیمہ صاحب تھے۔ جن کی عمر انتیس سال تھی اور Auckland سے تعلق رکھتے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے مجھے بتایا کہ

''جب مجھے پتہ چلا کہ حضور انور نیوزی لینڈ تشریف لا رہے ہیں تو یہ ناقابل یقین تھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں سب سے زیادہ خوش قسمت ہوں کہ خلافت کو قریب سے دیکھوں گا اور یہ ہے کہ میری گویا کوئی خواب پوری ہونے جا رہی ہو۔ جب حضور انور تشریف لائے تو میں نے آپ کو جب پہلی مرتبہ ایئر پورٹ پر دیکھا تو آپ ایک فرشتہ کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ یہ ایک یادگاری لمحہ تھا۔ آپ کے رخ انور سے نور چھلک رہا تھا۔ مجھے اس بات کا احساس تھا کہ نیوزی لینڈ آپ کی آمد سے خدا کے فضلوں کا متحمل بن چکا تھا۔''

(دورہ حضور انور سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ 28 اکتوبر تا 5 نومبر 2013)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

طریقے رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ جو بانیٔ اسلام ﷺ پر ظالمانہ طور پر الزام لگانے والے ہیں اور استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں، انہیں ایسے طریقہ سے پکڑے گا جس کے بارہ میں ہم سوچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کس طرح پکڑنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو پکڑ کر پھر بتایا بھی۔ ان کو عبرت کا نشانہ بھی بنایا اور دنیا نے دیکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جو گُر بتایا ہے وہ یہ ہے کہ پکڑ تو میری آنی ہے لیکن جہاد کے ذریعہ سے پکڑ نہیں ہونی۔ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے طریقہ سے کرنی ہے تم لوگوں نے کیا کرنا ہے لیکن جو طریق کار اختیار کرنا ہے اس میں تمہارا حصہ یہ ہو کہ تم دعا کا ہتھیار استعمال کرو اور یہ دعا کا ہی ہتھیار ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ اس ہتھیار نے پنڈت لیکھرام کو بھی کچھ عرصہ ڈھیل دینے کے بعد اپنے انجام تک پہنچایا۔ عبداللہ آتھم کو بھی، ڈوئی کو بھی انجام تک پہنچایا اور باقی مخالفین بھی اپنے انجام کو پہنچے۔

پس آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ قرآن کریم جو آنحضرت ﷺ کے واقعات کے علاوہ باقی انبیاء کے واقعات بھی بیان کرتا ہے کہ جب بھی مخالفین نے ان انبیاء کو دکھ پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کے بعد، کچھ عرصے کے بعد، انہی کی تدبیریں ان پر الٹا دیں اور اپنے انبیاء کی حفاظت فرمائی۔ انسانی عقل اُس انتہا تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے حق میں دشمنوں کی سزا کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کو موت دے کر عبرت کا نشان بنایا۔ بعض کو ڈھیل دے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابیاں دکھا کر انہیں اپنی آگ میں جلنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ان کے لئے پکڑ تھی۔

(خطبہ جمعہ 16/ اکتوبر 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خواجہ عبدالعظیم احمد۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ، نائیجیریا

''لیکھرام کا نشان ایک عظیم الشان نشان ہے''
(مسیح موعودؑ)

قسط دوئم آخر

تکذیب براہین احمدیہ کی تصنیف کے بعد 1884ء میں لیکھرام نے پولیس کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا۔ بدازاں یہ کتاب گورداسپور، امرتسر اور قادیاں وغیرہ میں جلسوں میں پڑھ کر سنائی گئی۔ جولائی 1887ء میں اس کتاب کی پہلی بار اشاعت ہوئی۔

1885ء میں حضور علیہ السلام نے دنیا کے مذہبی لیڈران، فرمانرواؤں، مہاراجوں، علماء وفضلاء وغیرہ کو دین حق کی تبلیغ کے لئے بیس ہزار کی تعداد میں اشتہارات اردو اور انگریزی زبانوں میں بھجوائے اور دعوت دی کہ یہ لوگ قادیان آئیں اور اللہ تعالیٰ کے نشانات خود ملاحظہ کریں۔ ہندوستان میں تین لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ جن میں منشی اندرمن مرادآبادی، پادری سوفٹ اور پنڈت لیکھرام۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 253، 254 مطبوعہ پرنٹ ویل امرتسر 2007ء)

حضرت مولوی یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق حضور علیہ السلام کی دعوت پر لیکھرام 19 نومبر 1885ء کو قادیان آیا۔

(حیات احمدؑ جلد 2 نمبر 2 صفحہ 40)

اس کا ذکر حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب کشف الغطا میں کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''وہ اس پیشگوئی کے حاصل کرنے کے لئے قریباً دو ماہ تک قادیان میں رہا تھا۔ پھر پیشگوئی کے بعد پانچ برس برابر زندہ رہا اور کسی کے پاس شکایت نہ کی کہ میرے خلاف مرضی یہ پیشگوئی ہوئی۔ آخر پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہی خدا تعالیٰ کی مرضی سے اس جہان سے گذر گیا۔''

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 206)

یہ بدباطن جب قادیان آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدی بھائیوں اور معاندین مرزا امام الدین وغیرہ کے ہاتھ چڑھ گیا۔ اس کا ذکر حضور علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی میں ملتا ہے، آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ہمیں اُس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کرکے آخر اُس نے جوانا مرگ جان دی۔ اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اس کی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔ اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امورغیبیہ کھلتے ہیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی اُن نالائق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُس کو سُنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بدصحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 301)

اس کے قادیان میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خبر کشف کی صورت میں دی،

''ایک دفعہ مَیں نے اسی لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے۔ اُسے اس نیزے

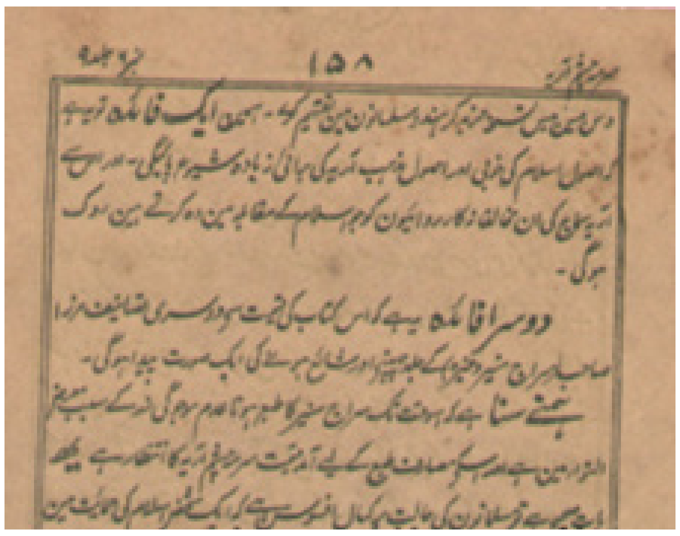

سے پرو دیا گیا ہے اور کہا گیا کہ پھر قادیان میں نہ آوے گا۔''

(تذکرہ: صفحہ 246)

اس قیام کے دوران بھی اس نے حضور علیہ السلام پر نہایت دریدہ دہنی کے ساتھ حملے جاری رکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 20 فروری 1886ء کو پیشگوئی پسر موعود پر مبنی اشتہار شائع کیا۔ ابھی آپؑ ہوشیارپور میں ہی مقیم تھے کہ ماسٹر مرلی دھر جو آریہ سماج ہوشیارپور کے سرگرم رکن تھے، نے مارچ 1886ء میں دو دن کا ایک مباحثہ کا انعقاد کیا جس کی تفصیل کتاب سرمہ چشم آریہ میں ملتی ہے۔ اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش بھی لیکھرام نے کی۔ اپنی اس کا نام اس نے ''خبط احمدیہ'' رکھا۔ اس سلسلہ میں پنڈت سر بدیال اپنی کتاب پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر میں لکھتے ہیں:۔

''خبط احمدیہ کا تیار ہونا: جس وقت پنڈت لیکھرام تکذیب کے چھپوانے میں مشغول تھے تو ایک اور معاملہ درپیش آیا۔ پہلے تو آپ کو یہ خیال آتے رہے کہ ماسٹر مرلی دھر جی اس کا جواب دینگے۔ مگر جب دیکھا کہ ان کو اپنے سرکاری کام سے فرصت کم ملتی ہے اس واسطے سرمہ چشم آریہ کے جواب دینے کا فرض آپ نے اپنے سر پر لیا۔''

(پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر صفحہ 37 مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور 1903ء)

''تکذیب براہین احمدیہ'' کا جواب

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 26 جولائی 1887ء کو حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے ''تکذیب'' پر ایک عمدہ تبصرہ کیا اور ساتھ ہی حضرت مولوی صاحب کو اس کا ردّ لکھنے کو کہا۔ آپؑ اس مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

''حال میں لیکھرام نامی نے میری کتاب براہین کے ردّ میں بہت کچھ بکواس کی ہے اور اپنی کتاب کا نام ''تکذیب براہین احمدیہ'' رکھا ہے۔ یہ شخص اصل میں غبی اور جاہل مطلق ہے اور بجز گندی زبان کے اس کے پاس کچھ نہیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں بعض انگریزی خوان اور دنی الطبع ہندوؤں نے اس کی مدد کی ہے۔ کتاب میں دو رنگ کی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عبارتیں دشنام دہی اور تمسخر اور ہنسی اور ٹھٹھے سے بھری ہوئی ہیں اور لفظ لفظ میں توہین اور ٹوٹی پھوٹی عبارت اور گندی اور بدشکل ہیں وہ عبارتیں تو خاص لیکھرام کی ہیں اور جو عبارت کسی قدر تہذیب رکھتی ہے اور کسی علمی طور سے متعلق ہے وہ کسی دوسرے خواندہ آدمی کی ہے۔ اس پُر افتراء کا تدارک بہت جلد از بس ضروری ہے۔۔۔۔ آپ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھیں اور جس قدر اس

شخص نے اعتراضات اسلام پر کئے ہیں ان سب کو ایک پرچہ یادداشت صفحہ کتاب نقل کریں اور پھر ان کی نسبت معقول جواب سوچیں۔۔۔ غرض یہ کام نہایت ضروری ہے اور میں بہت تاکید سے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ بہمہ جدوجہد جانفشانی اور مجاہدہ سے اس طرف متوجہ ہوں۔''

(حیات نور مصنفہ عبدالقادر سوداگرمل صاحب صفحہ 139-140، مطبوعہ نظارت نشرواشاعت قادیان 2003ء)

آپ نے تکذیب براہین احمدیہ کا جواب ''تصدیق براہین احمدیہ'' کے نام سے دیا۔ یہ کتاب پہلی بار 1890ء میں شائع ہوئی۔

اس بے نظیر کتاب کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تصنیف، فتح اسلام میں کیا، آپؑ فرماتے ہیں:۔

''حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصرو عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت سی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔ حال میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 37 حاشیہ)

حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی لیکھرام کی کتاب کے جوابات لکھے گئے، چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد اپنی کتاب ''Life of Ahmad'' میں لکھتے ہیں:۔

"A Petition writer, Shahabud Din Chishti, of Nakodar, Dist. Jullundur, was also moved to write a booklet entitled ''تائید براہین احمدیہ'' (Qaisari Press, Jullundur, 1891) in refutation of Pt. Lekhram's writings."

(Life of Ahmad. Page. 162. Foot note)

نکودار ضلع جالندھر کے ایک عرائض نویس شہاب الدین چشتی نے ایک کتاب ''تائید براہین احمدیہ'' جو کہ قیصری پریس جالندھر سے 1891ء میں

شائع ہوئی، لیکھرام کی کتاب کے ردّ میں لکھی۔

پیشگوئی مصلح موعود کی اشاعت اور پنڈت لیکھرام کا ردّعمل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب پیشگوئی مصلح موعود پُرشائع فرمائی تو ہندو پنڈتوں بالخصوص پنڈت لیکھرام کی جانب سے اس کے حوالہ سے کچھ شور وغوغاء ہوا اور اعتراضات کئے گئے۔مثلاً حضورؑ فرماتے ہیں:۔

’’پنڈت لیکھرام پشاوری اور بعض دیگر مخالف اس عاجز پر یہی الزام رکھتے تھے کہ ان کو فن طبابت میں مہارت ہے انہوں نے طبّ کے ذریعہ یہ معلوم کرلیا ہو گا کہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 147 فضل عمر پریس قادیان 2019ء)

حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی پر لیکھرام نے بھی ایک پیشگوئی کی جس کے چیدہ چیدہ نکات ہی تھے۔

- ’’رحمت کا نشان نہیں زحمت کا کہا ہوگا، آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور ’’ر‘‘ ’’ز‘‘ میں امتیاز نہیں رکھتے۔‘‘
- سفر ہوشیار پور کو اللہ نے اس پیشگوئی میں ’’مبارک‘‘ کہا مگر لیکھرام نے اس کو ’’منحوس‘‘ کہا۔
- ’’سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے‘‘ کے بالمقابل کہا ’’خدا کہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔رحمت کا نشان تو صرف بنّا کنجر کی سرائے تھی اور بس‘‘
- ’’اے مظفر تجھ پر سلام‘‘ کے برخلاف:اے منکر و مکار تجھ پر آلام‘‘ کہا۔
- ’’تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو‘‘ کے بالمقابل یہ پیشگوئی کی کہ ’’اب مرزا کی بدولت شرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو گا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہو گا۔‘‘
- ’’سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ایک ذکی غلام تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہو گا۔‘‘ اس کے برخلاف اس بدبخت یہ پیشگوئی کی کہ ’’کیا واقعی لڑکا ہو گا؟فرمایا، نہیں لڑکی۔مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اس وقت ضرور فریب کھیلے گا اور اسی وقت ہم تجھ کو اطلاع دیں گے۔‘‘
- ’’اس کا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے۔‘‘اس نے کہا’’ہم نے سنا خدا کہتا ہے اس کا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔‘‘
- ’’وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا‘‘ اس کے برخلاف کہا’’وہ نہائت غبی اور کَودن ہو گا‘‘

لیکھرام کی (چند) بدگوئیوں کے یہ حوالہ جات کتاب ’’کلیات آریہ مسافر‘‘ جو کہ لیکھرام کی جملہ کتب کا ایک مجموعہ ہے کے صفحہ 496 تا 498 سے لئے گئے ہیں۔

لیکھرام اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عشق نبویؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دسمبر 1893ء میں سفر فیروز پور اختیار فرمایا، اس سفر سے واپسی کے دوران لاہور اسٹیشن کے پاس آپؑ ایک مسجد میں وضو فرمارہے تھے کہ پنڈت لیکھرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سفر میں تھے اور لاہور کے ایک سٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرمارہے تھے۔اس وقت پنڈت لیکھرام حضور سے ملنے کے لئے آیا۔اور آ کر سلام کیا مگر حضرت صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔اس نے اس خیال سے کہ شائد آپؑ نے سنا نہیں۔دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کیا۔مگر آپؑ نے پھر بھی توجہ نہیں کی۔اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا۔کہ حضور پنڈت لیکھرام نے سلام کیا تھا۔آپؑ نے فرمایا۔’’ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔‘‘

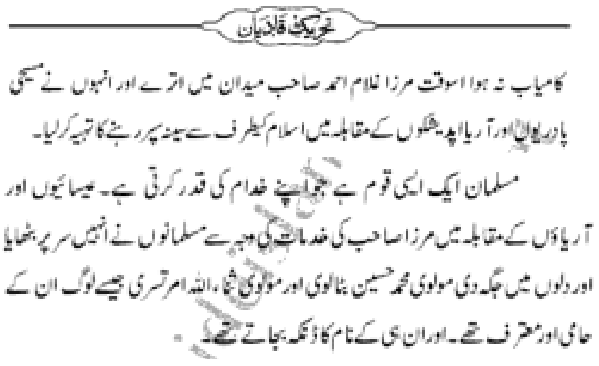
تحریک قادیان

کامیاب نہ ہوا اسوقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریاپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کیطرف سے سینہ سپر رہنے کا تہیہ کرلیا۔

مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو اپنے خدام کی قدر کرتی ہے۔عیسائیوں اور آریاؤں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری جیسے لوگ ان کے حامی اور معترف تھے۔اور ان ہی کے نام کا ڈنکہ بجاتے تھے۔

(سیرت المہدی، روایت نمبر 281صفحہ 254 مطبوعہ فضل عمر پریس قادیان 2008ء و تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 495 مطبوعہ قادیان 2007ء)

اس واقعہ کے بعد قریباً 13 سال بعد حضور علیہ السلام نے سن 1906 میں ’’حقیقۃ الوحی‘‘ تحریر فرمائی جس میں آپ اس واقعہ کی طرف ایماء کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اُس وقت نماز کی وجہ سے میں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 302)

لیکھرام سے متعلق خدائی قہری نشان کی خبر

’’مامورمن اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ثبوت میں آسمانی نشان دکھاوے۔ ایک لیکھرام کا نشان کیا کچھ کم نشان تھا۔ ایک کشتی کے طور کئی سال ایک شرط بدھی رہی۔ پانچ سال تک برابر جنگ ہوتا رہا۔ طرفین نے اشتہار دیئے۔عام شہرت ہوگئی۔ ایسی شہرت کہ جس کی مثال بھی محال ہے۔ پھر ایسا ہی واقعہ ہوا جیسے کہ کہا گیا تھا کیا اس واقعہ کی کوئی اور نظیر ہے؟

(ملفوظات جلد اول صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

اس نشان کی تفصیل پڑھنے سے پہلے ایک بنیادی بات سمجھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ اللہ کا قائم کردہ مرسل کبھی کسی کی تباہی و بربادی نہیں چاہتا بلکہ لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلا کر ان کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ و مامون کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے۔ یہی بات آپ نے پیشگوئی بمتعلق لیکھرام بیان فرمائی، آپ فرماتے ہیں:۔

’’میری عادت ہرگز نہیں کہ میں کسی کی موت کی نسبت خود بخود پیشگوئی کروں۔ چند آدمی جن کی نسبت اس سے پہلے پیشگوئی کی گئی تھی جیسے ڈپٹی آتھم اور پنڈت لیکھرام۔ان لوگوں نے خود اصرار کیا تھا اور نہایت اصرار سے اپنی دستی تحریریں دی تھیں اور اس پر زور دیا تھا کہ ان کے حق میں پیشگوئی کی جائے۔‘‘

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 205)

ایک اور جگہ آپؑ نے فرمایا:

’’لیکھرام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الماکرین سے میرے لئے کوئی نشان طلب کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 587)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے پہل خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس کی نسبت اپنے ایک اشتہار 20 فروری 1886ء میں یہ شائع فرمایا کہ ’’ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے ان کے لئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے اور ان کے عذاب کی تشریح معہ تشریح میعاد کے ان کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد دوم صفحہ 336 مطبوعہ لنڈن)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’اس عاجز نے اشتہار 20/فروری 1886ء میں ....لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اُن کی قضاو قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔سو اس اشتہار کے بعد ....لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو، شائع کر دو۔میری طرف سے اجازت ہے سو اُس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

عِجۡلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ۔ لَہٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اُس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649-650)

مباہلہ اور لیکھرام کی حضرت اقدسؑ سے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو خدائی الہام کا معیار بھی قرار دیا۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 204)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مباہلہ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’میں نے سرمہ چشم آریہ خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر اُن کو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کر لیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ مرلی دھر مخاطب ہیں جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیون داس سیکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو 1888ء میں اُس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔‘‘

لیکھرام نے حضور علیہ السلام کے اس مباہلہ کو اپنی کتاب خبط احمدیہ میں قبول کیا، چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

’’میں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہٰذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اوّل سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اُس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بطلان کو بروئے ست دھرم رسالہ ہٰذا میں شائع کیا۔میرے جی میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہ کیا اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔میں اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا کہ ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اُس پر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری رُوح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہو گا۔ میری رُوح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا (یعنی میری رُوح کا کوئی

پیدا کرنے والا نہیں بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا۔ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود نہیں ہوں گے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتا رہے دوسرا کوئی نہیں۔ میں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیا پک ہوں اور نہ انتریامی بلکہ اس مہان شکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہوں مگر اُس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں۔ اس لئے وید کی اس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق مہا کلپ تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مدت تک ہے) بعد اس کے پرماتما کی نیا کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں (کرم تو محدود ہیں مگر وفادار پرستار کی نیّت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اُس کی مرضی سے نہیں) میں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں۔۔۔۔۔۔ اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشر گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا۔ (عجیب پرمیشر ہے) میرا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں (یعنی کسی کی دُعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی) میں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا (لفظ مرتشی ہے جس کے معنے ہیں رشوت لینے والا۔ راشی لفظ نہیں ہے لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھتا ہے) اور میں وید کی رُو سے اس بات پر کامل وصحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشر کا گیان ہے ان میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کے لئے پرکاش کرتا ہے اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو 1۔شری اگنی 2۔شری وایو 3۔شری آدت 4۔شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام کیا مگر جبرائیل یا کسی اور چٹھی رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی کیونکہ وہ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیا پک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کے پستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ ہی سب کے استاد اوّل ہیں۔ آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار 124,000 پیغمبر 6-5 ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں۔ میں دلی یقین سے ان پُستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے۔۔۔ اُن کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں۔۔۔ ان کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے ان کے پاس کوئی نہیں۔۔۔ اور جس طرح میں اور راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اُس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین) لیکن میرا دوسرا فریق میرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اُس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے۔ اور جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ایسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے۔ اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔ راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھا سد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب۔“

(خبط احمدیہ صفحہ 344 تا 347 مطبوعہ 1888ء)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر ایک تفصیلی پیشگوئی کی،

اَلَا اے دشمنِ نادان و بے راہ۔۔ بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649)

ترجمہ ”اے لیکھرام تُو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی، کیوں نہیں ڈرتا۔“

(تذکرہ صفحہ 186-187 مطبوعہ قادیان 2008ء)

- آج جو 20/فروری 1893ء روز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اِس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہوجائیگا۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 650)

(ب) ”لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی تھی کہ

یُقْضٰی اَمْرُہٗ فِیْ سِتٍّ

ترجمہ: یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔“

(تذکرہ صفحہ 187 مطبوعہ قادیان 2008ء)

(ج) ”وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ“

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 96)

اس شعر کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کتاب کرامات الصادقین کے ایک عربی شعر میں جو واقعہ قتل پنڈت لیکھرام سے چار سال پہلے تمام فرقوں میں شائع ہوچکا تھا۔ اُس کی موت کا دن اور تاریخ بتلائی گئی تھی چنانچہ اس شعر پر ہندو اور اخبار نے لیکھرام کے قتل کے وقت بڑا شور مچایا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔ وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ ....غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد 6/مارچ 1897ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک شخص نے جس کا آج تک پتہ نہیں لگا کہ کون تھا۔ شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دوسرا دن تھا۔ لیکھرام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دہاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اس کا پتہ نہ لگا۔ حالانکہ لیکھرام کے ساتھ کتنی مدّت سے رہتا تھا۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 560)

لیکھرام کا قاتل

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”آج جو 2/اپریل 1893ء مطابق 14/ماہ رمضان 1310ھ ہے۔ صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل 'گویا اُس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے۔ میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں۔ ملائک شِداد غلاظ میں سے ہے۔ اور اُس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی۔ اور مَیں اُس کو دیکھتا ہی تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اَور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب مَیں نے اُس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دُوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دُوسرا شخص اُنہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت مَیں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یک شنبہ کا دن اور 4 بجے صبح کا وقت تھا فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔“

(برکات الدّعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 33)

پنڈت سربدیال شرما نے اپنی کتاب ”پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر“ میں لیکھرام کے قاتل کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

”13-15 فروری 97ء کے درمیان ایک شخص لالہ ہنسلہ ج پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج کے پاس گیا اور پھر دوسرے روز دیانند اینگلو ویدک کالج کے ہال میں پھرتا دکھائی دیا جہاں کہ وہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کو تلاش کرتا تھا پوچھ کر پنڈت لیکھرام جی کو آملا اور ان پر ظاہر کیا کہ میں اصل میں ہندو تھا دو برسوں سے مسلمان ہوگیا ہوں اب پھر اپنے اصلی دھرم میں واپس آنا چاہتا ہوں۔ آپ کرپا کر کے مجھے شدھ کر لیجیے۔ پنڈت لیکھرام جی نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تجھے ضرور شدھ کر لوں گا۔ اس شخص کا حلیہ۔۔۔ چھوٹا یا درمیانہ قد جو قریب 5 فٹ 4 یا 5 انچ ہوگا۔ سیاہ رنگ چہرہ پر داغ چھائیاں جو ٹھڑی رخسار پر زیادہ ہیں۔ ناک قدرے بیٹھی ہوئی تھی۔ (بولنے) کے وقت دو دانت ذرا باہر نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ آنکھیں چھوٹی مگر ڈیلے ابرے ہوئے۔ چہرہ گول اور رخسار اندر گھسے ہوئے۔ بدن سبک سر کے بال چھوٹے چھوٹے۔ بیچ میں سے منڈے ہوئے جیسے مسلمان رکھتے ہیں۔ داڑھی پورے طور پر نہیں آئی۔ عمر تخمیناً 35 سالہ۔ یہ شخص ہندوستانی بولتا تھا۔ گو بات چیت میں اپنے آپ کو مسکین ظاہر کرتا اور بہت کم بولتا تھا۔ تاہم اس کا چہرہ خوفناک معلوم ہوتا تھا۔۔۔ یکم مارچ کے بعد پنڈت جی کو دفعۃً پرچار کے لئے باہر جانا پڑا۔ چنانچہ 4 مارچ 1897ء کو انہوں نے ملتان میں ایک لیکچر دیا۔۔۔ 6 مارچ کی صبح کو پھر پنڈت جی کے مکان پر پہنچا۔۔۔ اس روز خلاف معمول کمبل اس طرح پر اوڑھے ہوئے تھا کہ کوئی عضو دکھائی نہ دیتا تھا۔ سبھا کے دفتر سے چلتے وقت کسی قدر کانپا۔ پنڈت جی نے کہا۔ ”بھائی تیری کیا حالت ہے اس طرح کمبل لپیٹا ہے۔ بخار تو نہیں ہے۔“ آہستہ سے جواب دہ ہوا۔ ”ہاں اور کچھ درد ہے“۔۔۔ بعد ازاں پنڈت جی اس کو ڈاکٹر بشن داس کے پاس لے گئے۔ اور سفارش کی کہ یہ شخص شدھ ہونا چاہتا ہے، دھرم آتا ہے اس کا علاج کیجیے۔ ڈاکٹر نے نبض دیکھ کر کہا کہ بخار وخار تو معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ اس کا خون جوش میں ہے۔ اور تکان معلوم ہوتا ہے اگر درد ہے تو پلستر لگا دیا جاوے۔ قاتل جواب دہ ہوا لگانے کی نہیں پینے کی چیز اسے بتلائی جاوے۔ ڈاکٹر نے جواب دیا کہ شربت وغیرہ پی لیوے اس وقت بھی پنڈت جی نے اس کی سفارش کی تا کہ لگانے کی

دوائی نہ لگائی جائے۔۔۔ پنڈت جی کی پتنی نے انہیں قاتل کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہتے ہوئے سنا ''جاؤ بھئی تم بھی آرام کرو'' قاتل چپ چاپ بیٹھا رہا اور کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔ پنڈت جی حسب عادت زور سے انگڑائی لیتے ہوئے۔۔۔ ایسا سینہ ابھار کر کے روبرو کر دیا کھڑے ہوئے گویا کہ قاتل کو خود موقعہ دیا۔۔۔ ایک دم سے تجربہ کار ہاتھ نے چھری اندر گھسیڑ کر اس طرح پر پھیر دی کہ آٹھ دس زخم اندر آئے اور انتڑیاں باہر نکل آئیں۔''

(پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر صفحہ 65 تا70 مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور 1903)

آریہ پتھک نے ایک بلاگ لکھا جس میں لیکھرام کے بارہ میں کچھ واقعات لکھے۔ اس کے قاتل کو ''مسلط کیا ہوا قاتل'' قرار دیا۔ لکھتا ہے،

"This great son of mother India was died from the stab wounds of a fanatic inflicted upon him on 6th March 1897.")Arya Pathik: Short Account of Pandit Lekhram "arya musafir" (pathikarya.blogspot.com)

یعنی یہ ہندوستان کا بیٹا ایک متشدد کرایہ کے قاتل کے چاقو کے وار کے نتیجہ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے 6 مارچ 1897ء کو قتل ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں لیکھرام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''لیکھرام کی نسبت جب پیشگوئی کی گئی تھی تو اس نے بھی میرے لیے ایک پیشگوئی کی تھی اور یہ شائع کر دیا تھا کہ تین سال کے اندر ہیضہ سے ہلاک ہو جاوے مگر اب دیکھو کہ اس کی ہڈیوں کا بھی کہیں نشان پایا جاتا ہے؟ مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح زندہ ہوں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 85)

لیکھرام۔۔۔ قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان نشان

اور سرسید احمد خان صاحب کو دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرسید احمد خان صاحب کے رسائل ''الدعاء والاستجابۃ'' اور تحریر فی اصول التفسیر'' کے جواب میں اور خانصاحب کے نیچری خیالات کے ردّ اور دعا کی طاقت و قبولیت کی فلاسفی کو بیان کرنے کے لئے مئی 1893ء میں ایک کتاب ''برکات الدعا'' لکھی۔ اس کتاب کے شروع میں ہی آپؑ نے سرسید احمد خان کو لیکھرام سے متعلق پیشگوئی کو اپنی دعا کی قبولیت کا مظہر قرار دیا اور فرمایا کہ یہ پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا آپ کے لئے اتمام حجت ہوگا۔ آپ کو علم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کیسے خرق عادت طور پر دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 396)

یعنی، اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعا میں کچھ اثر ہوتا تو وہ کہاں ہے؟ میری طرف آ کہ میں تجھے دعا کا اثر سورج کی طرح دکھاؤں۔ تو خدا تعالیٰ کی باریک در باریک قدرتوں سے انکار نہ کر۔ اور اگر دعا کا اثر دیکھنا چاہتا ہے تو آ۔ اور میری دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہو گئی ہے۔

ان اشعار کے بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اس شعر میں سید احمد خان صاحب کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ جو اس بات سے منکر ہیں جو دُعائیں قبول ہوتی ہیں یہ آپ کا خیال سراسر غلط ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ میں نے دعا کی ہے کہ لیکھرام قتل کی موت سے چھ برس کے اندر مارا جاوے اور خدا نے مجھے اطلاع دیدی ہے کہ وہ دعا قبول ہو گئی ہے اور نیز یہ کہ سید احمد خان اخیر نتیجہ تک زندہ رہ کر بچشم خود دیکھ لے گا کہ دُعا کے مطابق لیکھرام ۶ برس کے اندر قتل کیا گیا۔ چنانچہ سید احمد خان صاحب فوت نہ ہوئے جب تک کہ چھ مارچ 1897ء آ گیا جس میں شنبہ کے دن لیکھرام مارا گیا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 396حاشیہ)

لیکھرام کا نشان اور شیخ محمد رضا بن محمد حسین بن محمد باقر طہرانی اصفہانی نجفی

شیخ نجفی کا پورا نام محمد رضا بن محمد حسین بن محمد باقر طہرانی اصفہانی تھا۔ آپ 20 محرم 1287ھ بمطابق 1870ء میں نجف میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک شیعہ مجتہد تھے۔ علماء کے خاندان سے تعلق تھا۔ آپ کی وفات اصفہان میں 1362ھ بمطابق 1943ء میں ہوئی۔

شیخ نجفی نے آپؑ کے سامنے حق و باطل کی آزمائش کا یہ مضحکہ خیز طریق بذریعہ اشتہار پیش کیا کہ

''ہم دونوں لاہور شاہی مسجد کے مینارے سے چھلانگ لگائیں جو صادق ہو گا وہ بچ جائے گا۔ نیز کہا کہ میں تو چالیس لمحوں میں نشان دکھا سکتا ہوں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 586)

آپؑ اس بارہ میں اپنے ایک اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

''شیخ نجفی نے اپنے خط میں چالیس دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری 1897ء سے چالیس روز میں.......سو خدا کا احسان ہے کہ یکم فروری 1897ء سے پینتیس دن تک یعنی چالیس دن کے اندر نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آ گیا.......اب ہماری طرف سے نشان تو ہو چکا۔ اور نجفی کا کذب کُھل گیا۔ تاہم تنزل کے طور پر ہم راضی ہیں کہ وہ مسجد شاہی کے منارہ سے اب نیچے گر کے دکھلاوے تا کہ اگر شیخ نجدی منظرین میں داخل ہے تو بارے شیخ نجفی کا قصہ تو تمام ہوا اور اگر اب بھی اپنا نشان نہ دکھلایا تو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔''

(اشتہار 10/مارچ 1897ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 339)

ایک اور جگہ فرمایا:

''ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے آپ کو شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آ کر ہمارے مقابلہ میں بہت شور مچانے لگا اور نشان کا طلب گار ہوا۔ چنانچہ ہم نے باشاعت اشتہار یکم فروری 1897ء اُس کو وعدہ دیا کہ چالیس روز تک تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نشان دکھلائے گا۔ سو خدا کا احسان ہے کہ ابھی چالیس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آ گیا۔ تب تو شیخ ضال نجفی فوراً لاہور سے بھاگ گیا۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 587)

لیکھرام کی سزا کی بنیادی وجہ

''دیکھو ہزاروں ہندو ہیں مگر مانتے نہیں انکار کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر لیکھرام کے پیٹ میں چھُری چلی؟ اس کی وجہ اس کی زبان تھی کہ جب اُس نے اُسے بیبا کانہ کھولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے میں حد سے بڑھ گیا۔ اور ایک مدِمقابل بن کر خود نشان طلب کیا تو وہی اس کی زبان چھُری بن کر اس کی جان کی دشمن ہو گئی غرض کہ اصل گھر عذاب کا آخرت ہے اور دنیا میں عذاب شوخی، شرارت میں حد سے تجاوز کرنے سے آتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ پرمیشر اور عتّ کا بیر (دشمنی) ہے عتّ کے معنی حد درجہ تک ایک بات کو پہنچا دینا۔ (عتّ کا لفظ عربی ہے جیسے قرآن شریف میں عتو ہے)''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 421)

پھر فرمایا،

''اسلام پر حملہ کرنے میں اور مسلمانوں کے بے جا دل دکھانے میں آریوں کے درمیان ایک طرح کی تریموتی تھی جن میں سے سب سے بڑھ کر لیکھرام تھا اور اس کے بعد اندرمن اور الکھ دھاری تھے۔۔۔ دیانند بھی تھا مگر اس کو ایسا موقعہ نہیں ملا تھا اور نہ وہ اس طرح سے کتابیں لکھتا تھا۔۔۔ ان تینوں نے اور خصوصاً لیکھرام نے بڑی بے ادبیاں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کی تھیں۔ اللہ تعالےٰ کا طریق ہے کہ جس راہ سے کوئی بدی کرے اسی راہ سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ چونکہ لیکھرام نے زبان کی چھری کو اسلام کے برخلاف حد سے بڑھ کر چلایا۔ اس واسطے خدا نے اس کو چھری سے سزا دی۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 480-481)

لیکھرام کے قتل کے بعد کے حالات

لیکھرام کی موت کے بعد مختلف جوانب سے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے گئے۔

•آریہ سماج کی طرف سے سخت ردّ عمل

آریہ سماجیوں نے لیکھرام کے قتل کے بعد آپؑ کو قتل کی دھمکیاں دیں۔

آپ اس کو ایک فتنہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''تیسرا فتنہ لیکھرام کی موت کے وقت اور نشان الٰہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوش میں کئی معصوم بچے قتل کئے گئے راولپنڈی میں قریباً چالیس 40 آدمیوں کو زہر دیا گیا اور مجھ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کو مشتعل کرنے کیلئے سعی کی گئی اور آئندہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ کریں گے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 57)

•مسلمانوں کی طرف سے کھلی منافقت

مسلمانوں نے بجائے اسلام کی صداقت کے اس نشان کے پورا ہونے پر شکر خداوندی کرنے کے انہوں نے بہت منافقانہ چالیں چلیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''اس شخص (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے تو جہاں تک اس سے ممکن ہو سکا اور اس کا بس چلا ہے ہمیں پھانسی دلانے کی کوششوں میں بھی کمی نہیں کی۔ مگر یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کی خاص نصرت تھی کہ اُس نے ہمیں ہر میدان میں عزّت دی اور اعداء اور ہماری ذلّت چاہنے والوں کو ذلیل کیا۔ دیکھو لیکھرام کے قتل کے وقت بھی اس نے کس طرح آریوں کو اُکسایا۔ ہماری تلاشی ہوئی۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 465)

حضرت اقدس علیہ السلام کے گھر کی تلاشی

لیکھرام کے قاتل کو پکڑنے کے لئے بہت کوشش کی گئی مگر سب اکارت گئی۔ پنڈت سربدیال شرما اس بارہ میں اپنی کتاب پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر میں لکھتے ہیں:۔

''قاتل کی تلاش کے لئے بہت کوشش کی گئی مگر ابھی تک (یہ کتاب سن 1903ء میں لکھی گئی تھی) کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک شخص کشمیر سے پکڑا ہوا آیا تھا مگر تحقیقات کرنے سے سرکار کو معلوم ہوا کہ وہ اصل قاتل نہیں ہے۔ اس سے وہ رہا کیا گیا۔''

(پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا جیون چرتر صفحہ 89 مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور 1903)

حضور علیہ السلام کے خلاف آریوں نے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کو اکسایا اور مورخہ 8اپریل 1897ء کو صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی معرفت خانہ تلاشی کرائی گئی۔

اس کی تفصیل میں تاریخ احمدیت میں لکھا ہے،

''مسٹر لیمارچند سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور، میاں محمد بخش انسپکٹر بٹالہ اور ہیڈ کانسٹیبل اور پولیس کی جمعیت نے قادیان پہنچ کر حضور کے گھر

کا محاصرہ کرلیا۔قبل ازیں صبح کے وقت حضرت میر ناصر نواب صاحب کہیں سے پولیس کے آنے کی خبر سن لی۔تو وہ سخت گھبرائے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچے اور سخت پریشانی کے عالم میں کہا کہ پولیس گرفتاری کے لئے آ رہی ہے۔حضرت اقدس نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ’’میر صاحب (دنیادار) لوگ خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔‘‘ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا۔ ’’مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔‘‘ کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 599)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اپنی کتاب حیات احمد میں لکھتے ہیں:۔

’’اس وقت حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب بھی بیٹھے تھے، انہوں نے بتایا کہ جب پولیس نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے کام بند کر دیا اور فوراً جاکر دروازہ کھول دیا۔مسٹر لیمار چند نے ٹوپی اتار کر کہا کہ ’’مجھے حکم آ گیا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی لوں۔‘‘ تلاشی کا نام سن کر آپ کو اس قدر خوشی ہوئی جتنی اس ملزم کو ہوسکتی ہے جس سے کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہو گی۔۔چنانچہ حضور نے فرمایا کہ آپ اطمینان سے تلاشی لیں اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔اس کے بعد آپ انہیں دوسرے افسروں سمیت مکان میں لے گئے اور پہلے مردانہ اور پھر زنانے مکان میں تمام بستے وغیرہ انہوں نے دیکھے۔اس وقت مرزا امام دین بھی شرارتاً پولیس کے ساتھ تھا۔اللہ کی قدرت !!جب ایک بستہ کھولا گیا تو سب سے پہلے جو کاغذات برآمد ہوئے وہ پنڈت لیکھرام کے لکھے ہوئے تھے جو اس نے نشان نمائی کے مطالبہ کے لئے قلم سے حضور کے نام لکھے تھے۔تلاشی بہت دیر تک جاری رہی۔بعض ٹرنکوں کے قفل توڑ کر بھی سامان دیکھے گئے۔اور پولیس نے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا۔مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔تلاشی کے دوران میں حضرت اقدسؑ کے روئے منور پر کسی قسم کی فکر وتشویش کے آثار قطعاً نہیں تھے۔بلکہ آپ بالکل مطمئن ومسرور تھے۔حضور کے گھر کی تلاشی کے بعد مہمانخانہ، مطبع اور حضرت مولانا نور الدین کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی۔دیواری الماریاں بھی دیکھیں گئیں۔ اور پتھر کی سل تک لوٹ پوٹ کی گئی۔مگر پولیس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 600-599)

خدا کے نبی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے دل میں اس پیشگوئی کو لے کر چلنے والے دو دھارے

’’میں لیکھرام کے معاملہ میں اِس بات سے توخوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اُس کے لئے دُعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے ردّ کرانے کے لئے مُسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اِس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22ص302)

آئندہ لیکھرام جیسے۔۔۔پیدا ہی نہیں کروں گا

قاضی حبیب اللہ صاحب لاہوری بیان کرتے ہیں کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) جب مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی قبر پر دُعافرما کر واپس تشریف لارہے تھے تو .....فرمانے لگے:۔ ’’ آج رات مجھے الہام ہوا ہے : حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ اور اس کی بار بار تکرار ہوئی۔فرمایا یہ پہلے بھی کئی مرتبہ الہام ہوا ہے مگر رات اِس کے عجیب معنی سمجھائے گئے وہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ آئندہ لیکھرام جیسے۔عبداللہ آتھم جیسے۔ پادری فنڈل جیسے۔عماد الدین جیسے پیدا ہی نہیں کروں گا۔

(تذکرہ،صفحہ 672۔مطبوعہ پرنٹ ویل امرتسر 2008)

’’وہ مسافر بنتا تھا خدا تعالیٰ نے اُسے ایسا مسافر بنایا کہ پھر کبھی واپس نہ آیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 198)

بقیہ: قذف، زنابالرضا یازنا بالجبر کے ثبوت کا طریق اور اس کی سزا

...... از صفحہ 11

میں دادا کی کفالت میں چچاؤں اور عمزادوں کے ساتھ رہے جو مشرکانہ ماحول کے پروردہ تھے مگر آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے صدق وثبات عطا فرمایا۔

پس بچپن اور لڑکپن میں بدعادتوں کی ذمہ داری دوسروں پر ڈالنا محض ایک عذر لنگ تو ہوسکتا ہے اس میں کوئی وزن یا حقیقت نہیں کیونکہ اول تو ماحول میں سارے لوگ خراب یا بدعادات سکھانے والے نہیں ہوتے پھر والدین میں سے بھی اگر ایک راہ راست پہ نہ بھی ہو تو دوسرا بہتر تربیت کر دیتا ہے اور اگر گھر کا ماحول اجتماعی ہے اور دیگر بزرگوں اور سرپرستوں کی موجودگی کے علاوہ عمومی نیک ماحول میسر آجاتا ہے۔ پھر اچھے دوست ماحول میں ان بعض کمزریاں دور کرنے کا موجب بن سکتے ہیں۔

اسی طرح بعض ترقی یافتہ معاشروں میں تو بچوں کو کم سنی کی ایسی کمزوریوں سے بچنے کے وسائل درسگاہوں کے ذریعہ بھی میسر ہوتے ہیں۔

تاہم اگر کسی بدقسمت بچے کو ماں باپ دونوں کی تربیت اور نگرانی کے ساتھ اس کے گھر کے بزرگوں کی بھی نگرانی میسر نہ آسکے، نہ ہی درسگاہ اور ماحول و معاشرہ سے سیکھ کر وہ بدعادات سے بچ سکے تو پھر بھی ایسا عذر اس کے لیے کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد اس کی فطرت صحیحہ کو نیکی بدی کی مکمل پہچان حاصل ہوچکی ہوتی ہے۔خواہ وہ کتنے ہی عذر کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ۔ وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ (القیامۃ:15-16) کہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر بہت بصیرت رکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بڑے بڑے عذر پیش کرے۔

اس اصول کے لحاظ سے معصوم اور کم سن بچوں کی پاکیزہ فطرت کا تو کیا سوال، مجرموں کی فطرت میں بھی نیکی اور بدی کی پہچان موجود ہوتی ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ دلچسپ واقعہ درج فرمایا ہے کہ ان کے پاس ایک دفعہ ایک چور علاج کے لیے آیا۔ آپ نے اسے محنت کرنے اور چوری کے پیشہ سے بچنے کی نصیحت کی۔ اس نے اپنے جرم پر اصرار کرتے ہوئے چوری کے لیے اپنی اور اپنے ساتھی چوروں کے گروہ کی محنت کی طویل داستان سناڈالی جو مال چوری کرنے سے لے کر مال مسروقہ زیورات وغیرہ سنار کے پاس فروخت کرنے تک انہیں کرنی پڑتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس کی فطرت کو بیدار کرنے کے لیے یہ پوچھا کہ اگر وہ سنار تمہارا چوری کا مال کھاجائے تو پھر؟ اس پر وہ بے اختیار بولا کہ ہم اس بے ایمان کا سر نہ اڑادیں۔حضورؓ نے اسے فرمایا کہ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ چوری کوئی عیب نہیں اور بڑی محنت کا کام ہے اور ابھی تم اس سنار کو بے ایمان کہہ رہے ہو۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ خود تمہاری فطرت اس چوری کو ناپسند کرتی ہے۔

پس امر واقعہ یہی ہے کہ ہر باشعور انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ ودیعت کیا ہوتا ہے مگر وہ اپنے مفادات دلچسپیوں اور تساہل کے پیش نظر اس سے عمداً صرف نظر کرتا ہے اور یہی اس کا قصور ہوتا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہ واقعہ بیان کرکے اس پر درج ذیل لطیف تبصرہ فرمایا:

’’بہر حال اصل دلیل جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بار بار استعمال کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی کانشنس میں نیکی اور بدی کا احساس پایا جاتا ہے یعنی ہر شخص میں خواہ وہ کسی مذہب وملت کا پیرو ہو یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کچھ چیزیں اچھی ہیں اور کچھ چیزیں بری ہیں۔یہ نہیں کہ فلاں چیز اچھی ہے اور فلاں چیز بری۔یہ علم الاخلاق ہے۔ کانشنس کے معنے صرف اتنے ہوتے ہیں کہ ہر انسان میں ایک مادہ پایا جاتا ہے جو بتاتا ہے کہ کوئی چیز اچھی ہے اور کوئی چیز بری ہے۔تم ساری دنیا میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں دکھا سکتے جو یہ کہتا ہو کہ ہر چیز اچھی ہے یا ہر چیز بری ہے۔ وہ کسی کو اچھا سمجھتا ہوگا اور کسی کو برا سمجھتا ہوگا مثلاً چور چوری کو اچھا سمجھے گا مگر قتل کو برا سمجھے گا۔ یا قاتل قتل کو اچھا سمجھے گا مگر وعدہ کی خلاف ورزی کو برا سمجھے گا۔ یا ظالم ظلم کو اچھا سمجھے گا مگر جھوٹ پر اسے غصہ آجائے گا۔ یا جھوٹا جھوٹ کو اچھا سمجھے گا مگر قتل پر اسے غصہ آجائے گا۔غرض اخلاق اور مذہب سے تعلق رکھنے والے جس قدر افراد دنیا میں پائے جاتے ہیں ہندو کیا اور عیسائی کیا اور مسلمان کیا اور سکھ اور یہودی کیا اور چوہڑے کیا اور عالم کیا اور جاہل کیا ہر انسان میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ کچھ کام مجھے کرنے چاہئیں اور کچھ کام نہیں کرنے چاہئیں۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ الشّمس جلد 9 صفحہ 36)

تاہم اگر ثابت ہو کہ کسی لڑکے یا لڑکی کو واقعی غیر اخلاقی عادات سکھائی بھی گئیں یا غلط کاموں کے لیے مجبور کیا گیا تو اس بچے کے لیے کوئی سزا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ (النور: 34)اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو (روک کرمخفی) بدکاری پر مجبور نہ کروتا کہ تم دنیوی زندگی کا فائدہ چاہو اور اگر کوئی ان کو بے بس کر دے گا تو ان کے بے بس کئے جانے کے بعد یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ایک باندی تھی جس کا نام مُسیکہ تھا اور دوسری کا نام امیمہ تھا وہ ان دونوں کو زنا پر مجبور کیا کرتا تھا ان دونوں نے نبی ﷺ کے پاس اس بات کی شکایت کی۔ دوسری روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول اپنی باندی سے کہا کرتا تھا کہ جاؤ رہمارے لئے کچھ لے کر آؤ۔ تو ایک روایت کے مطابق اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ ترجمہ:اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو (روک کرمخفی) بدکاری پر مجبور نہ کروتا کہ تم دنیوی زندگی کا فائدہ اُٹھاؤ اگر کوئی ان کو بے بس کر دے گا تو ان کے بے بس کئے جانے کے بعد یقینا اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم کتا ب التفسیر زیر آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ)

اور اگر اس موقع پر اس آیت کا نازل ہونا ثابت نہ بھی ہو تو بھی اس آیت میں عمومی رنگ میں ایسی سوسائٹی کے لیے جس میں غیر اخلاقی اور جنسی جرائم کی سرپرستی کی جاتی ہے یہ پیغام ہے کہ اول تخریب اخلاق کے اس سلسلہ کو نظام کے ذریعہ روکنا چاہیے۔ دوسرے جو لوگ مجبوراً غیر اخلاقی جرائم میں ملوث کیے جاتے ہیں۔ وہ قابل رحم ہیں نہ صرف اس دنیا میں ان کے لیے کوئی سزا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو غفور ورحیم بھی ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا تا ان کو اس صفت سے فیضیاب ہونے کے لیے خود بھی استغفار کرنا چاہیے کہ وہ اپنی کسی نادانستہ معصیت پنہانی کی وجہ سے وہ کیوں اس مصیبت کے چنگل میں پھنس گیا۔

دوسرے اس جگہ جبراً غیر اخلاقی جرائم کا ارتکاب کروانے والوں کی بھی کوئی سزا بیان نہیں کی گئی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام میں محض شبہ کی بناء پر کوئی حدود وغیرہ قائم نہیں کی جاتیں۔ اور اگر وہ ثابت ہوجائے تو ایسے لوگوں کے لیے اسلامی ریاست میں بدکاری وغیرہ کے سنگین جرائم اور ان کی اشاعت وترویج کی تعزیری سزا موت تک بیان کی گئی ہے جس کا سورۃ احزاب آیت نمبر 62 میں ذکر موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

علامہ ایچ ایم طارق

اسلامی قانون میں قذف، زنا بالرضا یا زنا بالجبر کے ثبوت کا طریق اور اس کی سزا

(قسط 2)

حضرت عمرؓ کے زمانہ کے واقعات

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی زنا بالجبر کے ایسے دو واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ پہلے واقعہ میں حضرت عمرؓ نے قرائن قویّہ کی روشنی میں تحقیق کروا کر فیصلہ فرمایا۔ وقوعہ کے مطابق ہذیل قبیلہ کا ایک مہمان نے ان کی لونڈی سے زنا بالجبر کرنا چاہا۔ اس دوران ہاتھا پائی میں اس لونڈی نے اسے پتھر مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اس الزام اور واقعہ قتل کی تفتیش کروائی تو قرائن کے مطابق دونوں کے نشانات حسب بیان مدعیہ مبینہ مقام پر پائے گئے جس پر حضرت عمرؓ نے مقتول کے بارہ میں یہ فیصلہ فرمایا:

”ذَاكَ قَتِيلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا يُودَى أَبَدًا“ یہ اللہ کا مارا ہوا ہے اس کی دیت ادا نہیں ہو گی۔ اور اس لونڈی کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔

(سنن البیہقی جزء 8 صفحہ 586)

حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ زنا بالجبر کرنے والے ظالم بد بخت کو اللہ تعالیٰ کا قہر وعذاب نوبت قسم وانکار سے پہلے بھی اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ ہوا کہ ایک عورت نوجوان انصاری پر فریفتہ ہو گئی جب وہ اس کے قابو میں نہ آیا تو اس نے حیلہ سازی سے انڈے کی سفیدی اپنے کپڑوں اور رانوں کے درمیان لگائی اور حضرت عمرؓ کے پاس فریاد کرتی آئی کہ یہ شخص میرے ساتھ زبردستی زیادتی کا مرتکب ہوا ہے اور مجھے میرے خاندان میں رسوا کر ڈالا ہے اور بطور ثبوت اپنے اوپر انڈے کی سفیدی پیش کی۔ حضرت عمرؓ نے اس نوجوان کی سزا کا ارادہ کیا تو اس شخص نے فریاد رسی کرتے ہوئے مزید تفتیش کی درخواست اور حلفیہ بیان دیا کہ وہ ہرگز بدفعلی کا مرتکب نہیں ہوا، نہ ہی اس کا ارادہ کیا۔ البتہ اس عورت نے مجھے میری مرضی کے خلاف بہکانے کی کوشش کی مگر میں بچا رہا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے سپرد مزید تحقیق کا معاملہ کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کے بارہ میں اپنی رائے دیں۔ حضرت علیؓ نے کپڑے میں سفیدی وغیرہ کے آثار دیکھے پھر شدید ابلتا ہوا گرم پانی منگوایا اور کپڑے پر ڈالا تو وہ سفیدی منجمد ہو گئی۔ پھر حضرت علیؓ نے اس سفیدی کو لے کر پہلے سونگھا پھر اس کا ذائقہ محسوس کیا تو انڈے کی سفیدی ہی نکلی۔ حضرت علیؓ نے عورت کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے غلط الزام لگانے کا اعتراف کر لیا۔

(الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ لابن قیم الجوزیۃ (التوفی:751ھ) جزء1 صفحہ 44)

الغرض زمانہ نبویؐ و خلفاء راشدین سے زنا بالجبر کے جن معدودے چند واقعات کا پتہ چلتا ہے ان میں کسی ایک واقعہ میں بھی زنا بالجبر کے محض بلا ثبوت دعویٰ پر کسی مجرم کو سزا نہیں دی گئی، صرف ایک جگہ جو رجم کی تعزیری سزا ہوئی وہ بھی مجرم کے اقرار کی صورت میں تھی۔

ایک خاتون کا زنا بالجبر کا دعویٰ زلیخا کی طرح حیلہ سازی پر مبنی ثابت ہوا جبکہ دوسری نے زیادتی کرنے والے مجرم کی تعین میں غلطی کھائی۔

مذکورہ بالا دوسرے واقعہ سے کسی کے بلا ثبوت دعویٰ زنا بالجبر پر کارروائی کرنے کی مشکلات اور مسائل کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی کہ قرائن کی بھی کتنی چھان بین ہونی چاہیے۔ خصوصاً جبکہ دوسرا فریق حلفیہ بیان کے ذریعہ اس واقعہ کی تردید کر رہا ہو جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ میں ہے تو بلا ثبوت دعویٰ قبول کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

زنا کاری اور اس کی تشہیر واشاعت فاحشہ کی تعزیری سزا

زنا کی سزا سو کوڑے کا حکم مدینہ میں 5 نبوی میں سورۃ نور میں نازل ہوا۔ اس سے قبل مدینہ میں پہلے سے موجود بدکاری کے اڈوں کا خاتمہ اور استیصال کرنے کے لیے سورۃ احزاب میں منافقوں کو متنبہ کر دیا گیا کہ اگر وہ زنا کاری اور اس کی تشہیر واشاعت سے باز نہ آئے تو انہیں موت تک کی سزا دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔ فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا۔ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

(الاحزاب: 61-63)

یعنی اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑاتے پھرتے ہیں باز نہیں آئیں گے تو ہم ضرور تجھے (ان کی عقوبت کے لئے) ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ اس (شہر) میں تیرے پڑوس میں نہیں رہ سکیں گے مگر تھوڑا۔ (یہ) دھتکارے ہوئے، جہاں کہیں بھی پائے جائیں پکڑ لئے جائیں اور اچھی طرح قتل کئے جائیں۔ (یہ) اللہ کی سنّت ان لوگوں کے متعلق بھی تھی جو پہلے گزر چکے ہیں اور تُو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

آیت میں لفظ تقتیل سے قتل یا سنگساری بھی مراد لی جا سکتی ہے۔ سنگساری کا طریق اس لیے رائج ہوا تا سب لوگ مل کر مجرم کو اس کے انجام تک پہنچائیں اور قتل کا الزام کسی ایک فرد پر نہ آ سکے اور قبائل میں اس کے نتیجہ میں انتقامی لڑائیوں کا سدّباب ہو۔

توریت میں بھی سنگساری کا حکم تھا جس کا نفاذ آغاز اسلام میں ایسے یہودی مجرموں کے علاوہ بعض مسلمانوں پر بھی ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ احزاب کی مذکورہ بالا آیات سے زنا کی سزا قتل مراد لیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہودیوں کی مقدس کتاب اور اسلام کی مقدس کتاب کی رو سے یہ عقیدہ متفق علیہ مانا گیا ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ خدا کی کتابوں میں اس پر ملعون کا لفظ بولا گیا ہو وہ ہمیشہ کے لئے خدا کی رحمت سے محروم اور بے نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے (مَلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا) یعنی زنا کار اور زنا کاری کی اشاعت کرنے والے جو مدینہ میں ہیں یہ لعنتی ہیں یعنی ہمیشہ کے لئے خدا کی رحمت سے رد کئے گئے۔ اس لئے یہ اس لائق ہیں کہ جہاں ان کو پاؤ قتل کرو۔ پس اس آیت میں اس بات کی طرف یہ عجیب اشارہ ہے کہ لعنتی ہمیشہ کے لئے ہدایت سے محروم رہتا ہے اور اس کی پیدائش ہی ایسی ہوتی ہے جس پر جھوٹ اور بدکاری کا جوش غالب رہتا ہے اور اسی بنا پر قتل کرنے کا حکم ہوا کیونکہ جو قابل علاج نہیں اور مرض متعدی رکھتا ہے اس کا مرنا بہتر ہے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 49-50)

یہاں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ اوّل یہ کہ قتل کی یہ تعزیری سزا زنا کاری کے ساتھ اس کی اشاعت کرنے والوں کے لئے ہے، دوم یہ کہ جب زنا کا مرض متعدی ہو اور قابل علاج نہ ہو تو صرف اس صورت میں سزا موت ہے۔ اشاعت زنا کاری کے نتیجہ میں نہ صرف زنا کے عادی مجرموں کی حوصلہ افزائی ہوتی بلکہ بلیک میلنگ کے رستے کھلتے اور اس دلدل سے نکلنے کی خواہش رکھنے والا بھی ان کے چنگل سے باہر نکل نہیں سکتا اور ایک اور قسم کے جبری زنا کی زنجیر میں جکڑا جاتا ہے۔

سورۃ احزاب میں زنا کاری اور اس کی اشاعت کی سزا کے احکام نازل ہونے سے کچھ عرصہ بعد سورۃ النور کی آیت تجلید میں کوڑوں کا یہ حکم نازل ہوا:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(النور: 3)

زنا کار عورت اور زنا کار مرد، پس ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے تعلق میں ان دونوں کے حق میں کوئی نرمی (کا رُجحان) تم پر قبضہ نہ کر لے اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ اور ان کی سزا مومنوں میں سے ایک گروہ مشاہدہ کرے۔

آیت کا حکم اکثر علماء کے نزدیک عام نہیں خاص ہے اس لیے صرف کنوارے مرد یا عورت کی سزا سو کوڑے ہے جبکہ شادی شدہ مرد یا عورت زنا کے مرتکب ہوں تو اس کی سزا سنت رسولؐ کے مطابق رجم ہے ان کے نزدیک سنت نے قرآن کی تخصیص کر دی۔

ہمارے نزدیک سو کوڑے کی سزا کا حکم عمومی ہے اور کنوارے یا شادی شدہ دونوں کی یہی سزا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”ہمارے نزدیک شادی شدہ کی سزا کوڑے ہی ہوں گے سوائے اس کے کہ وہ Adultery (بدکاری) کا عادی ہو اور لڑکیوں کو خراب کرے۔ اس کو بے شک Stoning کا مستحق سمجھیں گے۔ مگر شرائط وہی ہیں کہ چار عینی گواہ ہوں جو ملنے قریباً ناممکن ہوتے ہیں۔“

(فائل مسائل دینی 1958ء)

البتہ سورۃ الاحزاب کے مشروط حکم کے مطابق جب زنا کے مجرم عادی ہوں اور اس کی تشہیر واشاعت سے معاشرہ کو خراب کریں تو ان کی سزا موت ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست مدینہ میں اس حکم پر عملدرآمد کی تین مثالیں ملتی ہیں۔

1. جہینہ قبیلہ کی عورت فاطمہ غامدیہ کے ناجائز حمل کے اعتراف پر رجم کیا گیا۔

(مسلم کتاب الحدود باب حد الزنا)

2. ایک نوکر نے اپنے مالک کی بیوی سے زنا کیا۔ اس عورت کو حضورؐ کے حکم سے رجم اور نوکر کو بھی سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوئی۔

(المعجم الاوسط للطبرانی جزء 6 صفحہ 302)

3. ماعزؓ بن مالک اسلمی کے چار بار سر عام زنا کے اعتراف پر رجم کی سزا دی گئی۔ یہ بھی مذکور ہے کہ ماعزؓ سے حضور ﷺ نے کئی سوالات کر کے تحقیق کے بعد اس کے مسلسل اقرار پر سزا دی۔

(بخاری کتاب المحاربین باب رجم المحصین)

زنا بالجبر کی تعزیری سزا موت کی دوسری دلیل

قرآن شریف کی ایک اور آیت سے بھی زنا بالجبر کی تعزیری سزا ہاتھ پاؤں کاٹنے یا جلاوطنی یا موت تک ہو سکتی ہے۔ جس کا استنباط اس آیت محاربت سے ہوتا ہے۔ فرمایا:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(المائدہ: 34)

یعنی یقیناً اُن لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو اُن کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

اس آیت کی شان نزول کی ایک روایت کے مطابق یہ آیت قبیلہ عرینہ کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کے جرائم میں قتل، ڈاکہ، فساد کے علاوہ زنا کا جرم بھی تھا جو انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چرواہے کی بیوی سے کیا۔

(تفسیر ابن جریر جلد 6 صفحہ 105 مطبوعہ مصر)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں رجم کا باب دوسرے محدثین کی طرح کتاب الحدود میں نہیں بلکہ کتاب المحاربین میں باندھا ہے اور اس کتاب کی ابتداء آیتِ محاربت سے کی ہے۔ جس میں یہ اشارہ مقصود ہے کہ امام بخاری کے نزدیک رجم کی سزا آیتِ محاربت سے مستنبط ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کوڑوں کی سزا کے علاوہ خاص حالات میں رجم کے حوالہ کا ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زنا بالجبر کی سزا کے بارہ میں رہنمائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آیت محاربت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’میرے نزدیک کیونکہ سنگسار کا لفظ قطعیت کے ساتھ یہاں ملتا ہے اور چونکہ اس فساد میں صرف زنا نہیں بلکہ بالجبر شامل ہو سکتا ہے تو وہ محض زنا کی سزا نہیں ہوگی بلکہ ایسا زنا جس میں سے ایک عورت پر ظالمانہ حملہ ہوا ہے اس کو ہمیشہ کے لئے مجروح کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ عام زنا نہیں ہے۔۔۔

پس یہ آیت سنگسار کے ان کیسوں پر اطلاق کرے گی جیسے مثلاً کسی زنا بالجبر کے کیس میں انتہائی ظالمانہ حرکت ہوتی ہے۔ اگر وہاں سو کوڑے عام مارے جائیں اور باقیوں کو بھی تو یہ بات کوئی انسانی فطرت کے مطابق نہیں ہے۔۔۔۔‘‘

(درس القرآن فرمودہ 24رمضان المبارک بمطابق 11فروری 1992ء)

اسلامی سزاؤں کے نفاذ کا اصول

اسلامی قانون کے مطابق حدود و قصاص سے متعلق جرائم کی سزاؤں کا نفاذ صرف اسلامی حکومت میں ہو سکتا ہے۔ دیگر کسی نظام حکومت کے تابع ہونے کی صورت میں اس حکومت کے قانون کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

زنا بالجبر کی شکایت کے بارہ میں قرآن و سنت سے رہنمائی

اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے کہ زنا بالجبر کے لیے چار گواہوں کی شرط ضروری ہے یا نہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک ایسے معاملہ میں چار گواہ ضروری نہیں البتہ بعض فقہاء احناف نے زنا بالجبر کے لیے بھی چار گواہ کی شرط رکھی ہے اور بعد ثبوت اس کی سزا بھی زنا کی طرح سو کوڑے ہی بیان کی ہے۔

جیسا کہ علامہ ابن عبد البر (متوفی:463ھ) لکھتے ہیں:

’’علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زبردستی اور جبراً زنا کرنے والا موجب حد ہے، اگر اس پر وہ گواہیاں پیش کر دی جائیں جو حد کو لازم کرتی ہیں یا پھر وہ خود اس کا اقرار کر لے۔‘‘

(الاستذکار جزء 7 صفحہ 146)

اسی طرح حنفی فقہ کے بزرگ عالم علامہ سرخسی (متوفی:483ھ) لکھتے ہیں:

’’جب گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کو مجبور کر کے اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے تو اس شخص پر تو حد نافذ کی جائے گی، مگر عورت پر نہیں کی جائے گی۔۔۔ اس لیے کہ اس نے فعل زنا کی تکمیل کی اور اس لیے کہ اس کا جبراً یہ کام کرنا رضامندی سے کرنے سے زیادہ سنگین ہے۔‘‘

(المبسوط جزء 9 صفحہ 54)

البتہ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ زنا بالجبر کے دعویٰ پر پہلے مرحلہ میں جرم زنا بالرضا یا زنا بالجبر کی نوعیت کی تعیین و تفریق اور ثبوت کے لیے قاضی گواہ طلب کر سکتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ شکایت کے مطابق واقعہ زنا بالجبر کا ہے تو اسکے گواہ موجود نہ ہونے کی صورت میں پہلے ملزم کے اقرار و انکار کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے انکار کے بعد موجود گواہی یا ثبوت و قرائن قابل غور ہونگے۔ مثلاً سی سی ٹی وی فوٹیج (CCTV Footage)، فرانزک ٹیسٹ (Forensic Test) اور میڈیکل رپورٹ DNA ٹیسٹ وغیرہ۔

اگر گواہوں کے ذریعہ جرم زنا ثابت ہو جائے تو اس کی سزا حدّ نافذ ہوگی اور اگر دیگر ثبوت و قرائن سے زنا بالجبر ثابت ہو تو اس کی تعزیری سزا اسلامی ریاست میں قانون کے مطابق نافذ ہوگی۔ غیر اسلامی ریاست کی صورت میں موجود نظام حکومت کے مطابق فیصلہ پر عملدرآمد ہوگا۔

دعویٰ زنا بالجبر کی تحقیق کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا موقف

زنا بالجبر کی شکایت پر کاروائی اور تحقیق کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ جو خلافت رابعہ میں مجلس افتاء کے بھی زیر غور آ چکا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجلس کی درج ذیل سفارشات منظور فرمائیں:

1. زنا بالجبر کا شکار ہونیوالی عورت کو اپنی فریاد متعلقہ حکام تک پہنچانے کی اجازت ہے اور اس کے لیے چار گواہ لانے کی اس پر پابندی نہیں ہوگی۔ بلکہ قرائن کے مطابق جس طرح کسی بھی دوسرے الزام کا معاملہ ہے اس کو بھی نبٹایا جائے گا۔ ایسی صورت میں قرائن کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے بارہ میں سورۃ یوسف کی آیات 27 تا 29 ایک راہنما اصول ہے۔
2. اگر ایسی عورت الزام ثابت نہ کر سکے تب بھی اس پر قذف کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ عورت بدنیتی اور محض کسی کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے سازش کر رہی ہے اور اس الزام میں اپنے آپ کو بھی ملوث کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں عدالت (اگر مدعا علیہ مطالبہ کرے تو) اس عورت کے لیے مناسب سزا تجویز کر سکتی ہے۔
3. عورت کو حتی الامکان جلد از جلد حکام کو اس زیادتی سے مطلع کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مجبوری یا بدنامی کے خوف کی وجہ تھی وہ اس میں تاخیر کرتی ہے تو اس وجہ سے اس سماعت کو رد نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر اس عرصہ میں بعض ثبوت ضائع ہوتے ہیں اس کا نقصان مدعیہ کو ہی ہوگا۔

(رپورٹ مجلس افتاء مورخہ 23 اپریل 1998ء)

اس رپورٹ کے تیسرے نکتہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رہنمائی کرتے ہوئے یہ خصوصی ارشاد تحریر فرمایا:

’’رپورٹ میں تاخیر کی وجہ سے سماعت کو ردّ کیوں نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایسے معاملات میں تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فوراً قدم اٹھایا ہے۔ اور تاخیر کے اندر تو توبہ بھی ہو جاتی ہے۔ تاخیر کے ساتھ جب وہ شکایت کا فیصلہ کرتی ہے تو گزشتہ کسی حوالے کا حق اسے نہیں ہونا چاہیے۔ زیادتی کرنے والے کو منع کرنے کے باوجود اگر وہ آخری وقت بھی کرتا ہے تو صرف اس کی شکایت کرے تا کہ اسے فوری شکایت سمجھا جائے۔ ورنہ کیا پتہ دونوں باہمی رضامندی سے کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔‘‘

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ 7 مئی 1998ء)

مدعی کے زنا بالجبر کے بلا ثبوت الزام اور ملزم کے اس سے انکار کی صورت میں دنیوی اسلامی سزا حد یا تعزیر سے بری الذمہ ہونے کے لیے آخری طریق قرآنی اصول کے مطابق یہ ہے کہ جس شخص پر الزام ہے وہ چار دفعہ یہ حلفیہ شہادت دے کہ الزام لگانے والا جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ حلفیہ بیان کہ اگر مدعی سچا ہے تو اس ملزم پر خدا کا غضب نازل ہو۔

(النور: 7 تا 10)

اس کے بعد اسلامی قانون سزا کے مطابق یہ معاملہ خدا کے سپرد ہوگا یعنی قضائی لحاظ سے یہ کیس فائل کر دیا جائیگا اور فریقین کو خدائی فیصلہ کا انتظار کرنا ہوگا۔

کم سنی میں فحش باتوں پر اکسانے کے نتیجہ میں بدعادات کا پیدا ہو جانا اور اس کی ذمہ داری

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا ہے۔ (الروم:31) اور وہ طبعاً بدی سے نفرت کرتا ہے۔ بے شک گھر کے ماحول اور خصوصاً والدین کی تربیت کا اتنا اثر تو ہو سکتا ہے جو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ایک صحیح الفطرت بچے کو والدین یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ)

لیکن یہ بات محض کم سنی کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ عاقل بالغ ہو جانے اور سن شعور کے بعد ہر انسان اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔ اور اس کے لیے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: 287) کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔ یعنی ہر عاقل بالغ مسلمان پر ذمہ داری اس کی توفیق اور استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ اپنے افعال کا خود ذمہ دار ہے کیونکہ انسانی فطرت میں جو نیکی بدی کا شعور بخشا گیا ہے اس کے بارہ میں فرمایا: ’’فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا‘‘ (الشّمس: 9-10) کہ نفس انسانی کو نیکی بدی دل میں ڈال دی گئی ہے پھر جو نفس کو پاک رکھتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا: وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (البلد: 11) کہ انسان کو دونوں راستے نیکی بدی کے دکھا دیئے پھر وہ بلندی کی طرف جانے کی بجائے پستی کی طرف کیوں گیا۔

فطرت میں نیکی بدی کی پہچان کے موجود اس مادہ کے بارہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے۔

(مسلم کتاب البر والصلة والآداب بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ)

اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نصیحت فرمائی کہ جو بات تمہیں شک میں ڈالے اسے ترک کر دو اور وہ بات اختیار کرو جو مشکوک نہیں۔

(ترمذی کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب منه)

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اس نے پوچھا: تقویٰ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا جس بات میں دسواں حصہ بھی شُبہ ہو کہ خدا کو ناراض کرے گی اسے چھوڑ دو۔

(روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحب بر موقع نکاح حضرت مصلح موعودؓ مع حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ الفضل 30 ستمبر 1935ء)

پس اگر کوئی بچہ واقعی کم سنی میں ہر طرف سے انتہائی خراب بگڑے ہوئے ماحول میں گھرا ہو اور اس طرح پرورش پائے تو بھی فطرت صحیحہ کی وجہ سے غالب امکان ہے کہ وہ راہ راست پر قائم رہ سکتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کا بچپن فرعون کے گھر میں گزرا، شاہی محلّات کی شراب نوشی، عیاشی اور اخلاق باختگی کے باوجود وہ نیکی پر قائم رہے۔

خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ابتدائی بچپن حلیمہ سعدیہ کے گاؤں میں اپنے گنوار دیہاتی رضاعی بھائی بہنوں کے ساتھ گزرا پھر بعد بقیہ صفحہ 9 پر

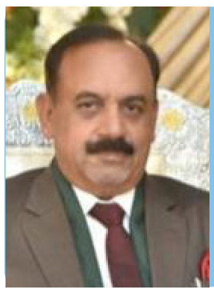

چودھری محمد امجد جمیل۔ لندن

ایک خدائی نشان اور تعارف خاندان

خاکسار کے پردادا چودھری دین محمد ’’ذیلدار‘‘ قادیان سے 12۔13 میل دور گاؤں چودھری والا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی ’’گاڈری‘‘ جٹ برادری کے بارہ گاؤں تھے۔ جن میں سے گیارہ سکھ مذہب کے زیر اثر تھے اور ایک گاؤں چودھری والا میں مسلمان سکونت پذیر تھے۔ اس گاؤں میں پردادا جان دین محمد ذیلدار اپنی فیملی کے ساتھ رہائش رکھتے تھے۔ جو اپنی نیک نامی، شرافت، دلیری اور انصاف پسندی میں کافی مشہور تھے۔ اس وقت ذیلداری زیادہ تر سکھوں کے پاس ہی تھی۔صرف دو ذیلداریاں مسلمانوں کے حصہ میں آئیں۔جن میں سے ایک قریبی گاؤں کے چودھری فتح محمد سیال صاحب کو سونپی گئی اور دوسری ہمارے خاندان میں میرے دادا جان کے حصہ میں آئی۔ الحمدللہ۔ اس کے ساتھ ساتھ چودھری دین محمد ذیلدار صاحب کو انگریز حکومت نے آرنری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی دیئے ہوئے تھے۔

لیکھرام قتل کیس اور خاندان کا اعزاز

6 مارچ 1897ء عید کے دوسرے روز لیکھرام ایک نشان کے طور پر قتل ہوا۔ لیکھرام قتل کیس کے سلسلہ میں آلہ قتل چھری برآمد کرنے کے لئے جو انکوائری ٹیم تشکیل دی گئی اس میں چودھری دین محمد ذیلدار و آرنری مجسٹریٹ، کیپٹن انگریز DSP محمد بخش، اور SHO شامل تھے۔ یہ ٹیم ذیلدار و آرنری مجسٹریٹ دین محمد صاحب کی زیر قیادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر روانہ ہوئی۔

گھر پہنچنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ ٹیم کو خوش آمدید کہا اور ٹیم کے ساتھ پورے گھر کی تلاشی میں ان کی مدد فرمائی۔ پردادا جان بتاتے تھے کہ دوران تفتیش دو تین بار میں نے حضرت صاحب کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالنے کی کوشش کی مگر میری نظریں ان کے چہرہ پر ٹھہر ہی نہیں رہی تھیں اور نیچے زمین میں گڑھ جاتیں۔ اتنا نورانی، منور، ہشاش بشاش اور بارعب چہرہ میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا ان کا پرکشش اور مہتاب کی طرح چمکتا دمکتا چہرہ اور ان کی پرسکون مسکراہٹ ان کی بے گناہی کو ثابت کر رہی تھی۔ بعد ازاں تفتیشی رپورٹ میں لکھا گیا کہ کوئی آلہ قتل برآمد نہیں ہوا۔ گھر آ کر پردادا جان نے بتایا کہ آج مرزا صاحب کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کوئی عام شخص نہیں بلکہ میرا دل کہتا ہے کہ یہ اللہ کا خاص اور سچا بندہ ہے۔ اور ایک سچا دعویٰ دار ہے۔ میرے دل پر ان کی سحر انگیز شخصیت کا گہرا اثر پڑا ہے۔ پردادا جان کی اولاد میں تین بیٹے اور اہلیہ تھیں۔جن پر بھی ان کی باتوں کا گہرا اثر ہوا۔ پردادا جان تو کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئے مگر ان کے گھر میں مرزا صاحب کا ذکر کثرت سے ہونے لگا۔ ان کے بعد ذیلداری ان کے بڑے بیٹے چودھری عبدالرحیم صاحب (میرے دادا جان) کو سونپی گئی۔

قبول احمدیت

چودھری دین محمد صاحب کے دوسرے بیٹے جو کہ لاہور کالج میں زیر تعلیم تھے ان کی دوستی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب M.A سے ہوگئی اور یوں آپس میں گہرا تعلق بن گیا۔ دونوں گھرانے آپس میں آنے جانے لگے۔ چودھری ظہور حسین صاحب وہیں ’’شملہ‘‘ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہو گئے جو کہ ایک پرفضا مقام تھا۔ جہاں دونوں گھرانے گرمیوں میں جاتے۔حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد بھی چودھری والا تشریف لاتے۔

چودھری ظہور حسین صاحب کی دو بیٹیاں تھیں جو کہ چودھری منور احمد کاہلوں صاحب آف ’’چھور مغلیاں‘‘ ماڈرن موٹرز اور چودھری نذیر احمد صاحب MSC ایگریکلچر نائب ناظر زراعت کے ساتھ بیاہی گئیں۔

چودھری ظہور حسین صاحب کے قبول احمدیت کے بعد خاندان کے اکثر افراد جن میں چودھری برکت علی صاحب (خاکسار کے نانا جان) بھی شامل ہو گئے خاندانی مخالفت بھی سر اٹھانے لگی۔ پردادا جان چودھری دین محمد صاحب کے بیٹے کی منگنی خاندان کے رئیس چودھری عظیم بخش کی اکلوتی بیٹی سے طے ہو چکی تھی۔جن کو انگریز حکومت نے لائل پور ’’بار‘‘ آباد کرنے پر خان بہادر کا خطاب بھی دیا۔ اور سینکڑوں مربع زرعی زمین بھی الاٹ کر دی۔ دادا جان کے احمدی ہونے پر انہوں نے اس رشتہ سے بھی انکار کر دیا۔ مگر الحمدللہ دنیاوی جائیدادوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا اور ایمان اور مضبوط و پختہ ہوتا چلا گیا۔

1947ء پارٹیشن کے بعد چک نمبر 185 ر۔ب نزد چک جھمرہ میں زرعی رقبہ الاٹ ہوا۔ دادا جان کے تین بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں، بڑا بیٹا چودھری خورشید احمد صاحب، چودھری مظفر احمد صاحب اور چھوٹے چودھری محمد انور صاحب (خاکسار کے والد محترم)۔

چودھری خورشید احمد صاحب زیادہ تر زمیندارہ کرواتے۔ چودھری مظفر احمد صاحب اور چودھری محمد انور صاحب (والد محترم) چک جھمرہ میں آڑھت کا کاروبار کرتے۔

تایا جان چودھری مظفر احمد صاحب چک جھمرہ میونسپل کمیٹی کے پہلے انتخاب میں ممبر منتخب ہونے کے بعد چیئرمین میونسپل کمشنر کمیٹی منتخب ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خاندان کو اعلیٰ مقام بھی دیا اور چک جھمرہ میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

چودھری مظفر احمد صاحب (تایا جان) پہلے صدر جماعت بنے۔ والد صاحب چودھری محمد انور صاحب لمبا عرصہ سیکرٹری مال کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔ بعد ازاں چودھری ناظر حسین صاحب پٹواری، سید عبیداللہ شاہ صاحب، چودھری سردار محمد صاحب برنالہ کمیشن شاپ، چودھری طاہر احمد صاحب امیر و صدر جماعت رہے۔ الحمدللہ۔

والد چودھری محمد انور صاحب جو کہ بچپن سے ہی دیندار، پرہیز گار، نماز تہجد کے پابند، بااصول، خوش اخلاق و خوش لباس، جماعت کے باوفا اور فدائی تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ کسی مالی تحریک میں سستی نہ دکھاتے۔ بیس سال کی عمر میں وصیت کی اور الحمدللہ خود بڑھ کر اپنے ہاتھوں سے ادا کی۔ فیصل آباد گھر میں تاحیات نماز سینٹر قائم رہا۔ خود نماز پڑھاتے۔ وفات سے چند منٹ قبل نماز تہجد کی ادائیگی کے دوران اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ انہوں نے عہد کے الفاظ ’’دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘ کو پورا کر کے دکھایا۔

آج غور کرتا ہوں کہ پردادا جان کا بطور ذیلدار آرنری مجسٹریٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر جانا ایسا سبب بنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی ایسی برکات ملیں کہ ذیلدار صاحب کے گھر کے افراد آج ساری دنیا میں کینیڈا، امریکہ، جرمنی، بیلجئیم، انگلینڈ، آسٹریلیا اور پاکستان میں ترقیات پاتے ہوئے جماعت کی خدمات میں سرگرم عمل ہیں اور خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔جن کی تعداد 350 سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔

اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں

یہ سب برکات و ترقیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اور خاندان کے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل ہے۔ مجھے بھی سیکرٹری دعوت الی اللہ و ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ضلع فیصل آباد کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خاندان کے بزرگوں کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے اور ہماری اولادوں کو جماعت اور خلافت کی برکات سمیٹتے رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین یا رب العالمین۔

آج کی دعا

لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ۔ لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند علی بن ابی طالب۔ جلد اول صفحہ 282 حدیث نمبر 712 عالم الکتب بیروت 1998ء)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو حلیم اور کریم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بلند شان والا ہے اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو سات آسمانوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے

یہ سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ کے حضور عظیم الشان دعائے بخشش و رحم ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں اگر تو انہیں کہے تو بخش دیا جائے گا اگر واقعی تیری قسمت میں بخشش ہو گی۔ اور وہ کلمات یہ ہیں کہ (مندرجہ بالا دعا) تو یہ دعائیں ایسی ہیں جو بخشش کا سامان کرتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 21/ مارچ 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مرسلہ: لبنیٰ بشارت ۔ الزائے، جرمنی

حاصل مطالعہ

کلمہ طیّبہ کی ایمان افروز تفسیر اور احمدی خواتین کو پُرمعارف نصائح

(فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ)

طیّبہ کے معنی عربی زبان میں خوش شکل، خوشبودار لذیذ اور شیریں کے ہیں۔ طیّبہ کے اور بھی معنی ہیں لیکن چاروں معنی خاص طور پر طیّب میں پائے جاتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ پس طیّب وہ ہے جس میں چاروں باتیں پائی جائیں۔ یعنی خوش شکل بھی ہو، خوشبودار بھی ہو، خوش ذائقہ بھی ہو اور شیریں بھی ہو۔

پس کلمہ طیّبہ پر ایمان لانے والے کو سوچنا چاہئے کہ کیا اس میں یہ چاروں باتیں پائی جاتی ہیں۔ *طیّبہ کے پہلے معنی خوش شکل کے ہیں اب تم سوچو کہ کیا تمہارا ایمان خوش شکل ہے؟ تم منہ سے تو کہتی ہو کہ احمدی ہیں مگر کیا ظاہر میں بھی تمہاری شکل احمدیوں والی ہے؟ کیا اگر آم کی شکل بیر جیسی ہو تو لوگ اُسے پسند کریں گے؟ اسی طرح جب تک تمہاری نمازیں احمدیوں والی نہ ہوں، تمہارے روزے احمدیوں والے نہ ہوں، تمہاری زکوٰۃ احمدیوں والی نہ ہو، تمہارا حج احمدیوں والا نہ ہو تم کس طرح کہہ سکتی ہو کہ ہم نے کلمہ طیّبہ پڑھ لیا۔ کتنا ہی اچھا آم ہو لیکن اگر وہ داغدار ہو یا پکّا ہوا ہو تو لوگ اُسے نہیں خریدتے۔ اسی طرح اگر تم صرف اس بات پر خوش ہو جاؤ کہ ہم نے کلمہ طیّبہ کہہ لیا تو ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے زکوٰۃ، ہمارا حج اور ہمارے صدقے خود بخود اچھے ہو جائیں گے تو یہ درست نہیں۔ جس طرح داغدار آم کو کوئی شخص نہیں خریدتا اسی طرح تمہاری نمازیں اور تمہارے روزے بھی قبول نہیں ہو سکتے۔ صرف اُسی صورت میں یہ عبادتیں قبول ہوسکتی ہیں جب وہ اُنہی شرائط کے ساتھ ادا کی جائیں جن شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

*دوسری چیز کلمہ کا خوشبودار ہونا ہے۔ جو چیز انسان خریدتا ہے اس کے متعلق یہ بھی دیکھ لیتا ہے کہ آیا اُس کی خوشبو اچھی ہے یا نہیں۔ خربوزے ہوں تو ان کی خوشبو سونگھتا ہے اور چاہتا ہے کہ خربوزہ سے اچھی خوشبو آئے۔ یہی حال باقی پھلوں کا ہے۔ آم جتنا اچھا ہوگا اُتنی ہی اس کی خوشبو اچھی ہو گی۔ اسی طرح سیب، انار، انگور اور کیلا وغیرہ کی لوگ شکل بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی خوشبو بھی سونگھتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم ایمان لائے ہو تو تمہارے ایمان کے اندر خوشبو بھی ہونی چاہئے۔ یعنی تمہارے اردگرد کے ہمسائے تمہیں دیکھیں تو تمہاری نیکیوں کی خوشبو اُن کو آجائے۔ اور وہ کہہ اُٹھیں کہ واقعی یہ مذہب اچھا ہے۔ پہلے تو لوگ شکل دیکھیں گے کہ تمہاری نمازیں مسلمانوں والی ہیں یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس ایک غیر احمدی عورت نماز چھوڑ کر اپنے لئے دوزخ مول لیتی ہے لیکن ایک احمدی عورت نماز نہ پڑھ کر صرف اپنے لئے نہیں بلکہ ان دوسری پچاس عورتوں کے لئے بھی دوزخ مول لیتی ہے جو اُس کو دیکھتی ہیں۔ تو فرمایا شجرِ طیّبہ بنو۔ تم وہ درخت بنو جو نہ صرف خوش شکل ہو بلکہ خوشبودار بھی ہو۔

پس چاہئے کہ تمہاری نمازیں ایسی خوشبودار ہوں۔ صدقہ و خیرات ایسا خوشبودار ہو کہ خود بخود دوسرے لوگ متاثر ہوتے چلے جائیں۔ جب تمہارے اندر یہ خوشبو پیدا ہو جائے گی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ بھاگ بھاگ کر تمہاری طرف آئیں گے اور تم لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچنے کا ذریعہ بن جاؤ گی۔

*طیّبہ کے تیسرے معنی خوش ذائقہ کے ہیں۔ ایسی چیز جس کا مزہ اچھا ہو اور انسان کی زبان اس سے حلاوت محسوس کرے۔ یہ چیز بھی ایسی ہے جس کا مومن میں پایا جانا ضروری ہے۔ فرض کرو ایک عورت نمازیں بھی پڑھتی ہے، روزے بھی رکھتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی صبح شام غیبت میں مشغول رہتی ہے کہ فلاں نے یوں کیا اور فلاں نے یوں کیا۔ تو اُس سے اُس کی نیکی کا اثر زائل ہو جائے گا۔ یہ باتیں ایسی ہی گندی ہیں جیسے بعض عورتیں مٹی کھانے لگ جاتی ہیں۔ بے شک یہ باتیں ہیں مگر ان کی کوئی قیمت نہیں۔ نہ سننے والے کو کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ سنانے والے کو۔ لیکن اگر وہ اس قسم کی باتیں کرے کہ اے بہن! رسول کریمؐ نے یوں فرمایا ہے، اے بہن! خدا کا یہ حکم ہے، نماز کے متعلق یہ حکم ہے، روزوں کے یہ احکام ہیں تو سننے والے اس کا اثر محسوس کریں گے اور انہیں اس کی باتوں میں لذت آئے گی۔

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ دین پر عمل کرو، دوسری بات یہ ہے کہ اتنا عمل کرو کہ لوگوں میں شہرت ہو جائے۔ تیسرا یہ کہ ایسی باتیں کرو کہ جن سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

*پھر طیّبہ کے چوتھے معنی شیریں کے ہیں۔ یعنی تمہاری باتیں ایسی ہوں جو نہ صرف لوگوں کو فائدہ بخشیں بلکہ عملی بھی ہوں اور صرف دماغ سے تعلق نہ رکھتی ہوں بلکہ ایسی شیریں ہوں جو دل سے تعلق رکھیں۔ اور جن سے حلاوت ایمان نصیب ہو۔ عقلی باتوں سے لذت تو آتی ہے لیکن حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔ شاعر کتنے اچھے شعر کہتے ہیں لیکن وہ میٹھے نہیں ہوتے۔ پھر ایک شخص خدا کی باتیں سناتا ہے اور نہایت فصیح و بلیغ طریق پر الفاظ لاتا ہے لیکن اس کی باتیں بھی لذیذ ہوتی ہیں شیریں نہیں ہوتیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہوتا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے جن میں گو لفّاظی نہیں ہوتی مگر ان باتوں سے دلوں پر اثر ہوتا ہے اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی باتیں شیریں کہلائیں گی کیونکہ وہ دلوں پر اثر کرنے والی ہوں گی۔

یہ چار باتیں ہیں جن کا مومن کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ اگر تم ایسی بن جاؤ تو تم جنّت کی وارث بن سکتی ہو۔ جنّت کیا ہے۔ جنّت کے درخت مومن ہیں اور جنّت کی نہریں مومنوں کے اعمال۔ جب یہ سارے وہاں اکٹھے ہو جائیں گے تو سب لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیں گے۔

اس دنیا اور اگلے جہان میں یہ فرق ہے کہ یہاں مومن چھپے ہوئے ہیں اور اگلے جہان میں ان سب کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔ تب دنیا حیران رہ جائے گی کہ واہ! کیسے شاندار لوگ ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب، حضرت قطب الدین صاحب، حضرت خواجہ نظام الدین صاحب، حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی اور دوسرے ہزاروں بزرگ جو امت محمدیہ میں گزرے ہیں جب یہ سارے وہاں اکٹھے ہو جائیں گے تو لوگ ان کو دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔ دنیا میں تو الگ الگ درخت تھے لیکن وہاں میٹھے پھلوں والے باغات کی صورت میں دکھائی دیں گے۔ اور ان کے اعمال اور ایمان کو دیکھ کر لوگ کہہ اٹھیں گے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جنّت نہیں۔ جس گاؤں میں جھوٹ بول کر لوگ فتنہ ڈلواتے ہیں، لوگوں کا مال ظلماً چھین لیتے ہوں، بھوکے کا خیال نہ کرتے ہوں اور ڈاکے ڈالتے ہوں اس کو کیسے جنّت کہہ سکتے ہیں؟ اس کے مقابلہ میں اگلے جہان کی سب سے بڑی جنّت یہ ہے کہ اس میں تمام نیکوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا اور بدوں کو الگ کر دیا جائے گا۔ نماز پڑھنے والی عورتیں اور نماز پڑھنے والے مرد، سچ بولنے والی عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی عورتیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مرد، پہلے نبیوں پر ایمان لانے والی عورتیں اور پہلے نبیوں پر ایمان لانے والے مرد، لوگوں کی خدمت کرنے والی عورتیں اور لوگوں کی خدمت کرنے والے مرد، جھوٹ فریب اور جھگڑے سے بچنے والی عورتیں اور جھوٹ فریب اور جھگڑے سے بچنے والے مرد جس جگہ جمع ہوں گے وہاں رہنے کو کس کا دل نہ چاہے گا۔ بے شک وہاں باغ بھی ہوں گے لیکن اصل مطلب یہی ہے کہ وہ ایسی جگہ ہو گی جہاں تمام نیک لوگ جمع ہوں گے۔

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کلمہ تو تمہیں پڑھا دیا گیا ہے اب اس کو طیّبہ بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ لوگ بڑے بڑے نام رکھتے ہیں لیکن نام سے کچھ نہیں بنتا اسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے عزت نہیں ملتی بلکہ طیّبہ سے ملتی ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں مل جائیں تو پھر مومن جنّت کا درخت بن جاتا ہے۔ پس جب تک تم کلمہ طیّبہ نہ بنو گی جنّت کا درخت نہیں بن سکو گی۔

قرآن کریم نے تمہارے سامنے ایک موٹی مثال درخت کی پیش کی ہے۔ وہ تم کو چاند یا سورج کی طرف نہیں لے گیا، اس نے سکندر یا ارسطو کی کوئی مثال پیش نہیں کی، اس نے الجبرا کا کوئی سوال نہیں ڈالا، اس نے تم کو کسی امارت کے گنبدوں کی طرف نہیں لے جانا چاہا بلکہ خدا نے وہ بات کہی ہے جو تم میں سے ہر ایک نے دیکھی اور جس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ خدا نے کہا ہے کہ ہم تم کو پہاڑ اور دریا کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کبھی تم نے درخت کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جس طرح درخت کو پانی دیا جاتا ہے اُسی طرح تم اپنے اعمال کو عمل کا پانی دو۔ اپنے اندر اچھی باتیں پیدا کرو۔ جب تم ایسا کرو گی تو تم جنّت کا درخت بن جاؤ گی۔ پھر جس طرح اچھے درخت پر اچھی شکل اور اچھے خوشبو کے لذیذ اور شیریں پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح تم اپنے ایمان کو خوش شکل، خوشبودار، لذیذ اور شیریں بناؤ۔ جب تم ایسا درخت بن جاؤ گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تم جہاں بھی ہو گی وہاں سے اٹھا کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی جنّت میں لے جائیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ ان درختوں کے بغیر میرا باغ مکمل نہیں ہوسکتا۔

لوگ اپنے باغوں کو سجانے کے لئے دور دور سے درخت منگواتے ہیں تا کہ ان کا باغ خوبصورت معلوم ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتے ہر جگہ کے نیک لوگوں کو جنّت میں لائیں گے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے باغ میں فلاں درخت نہیں۔

یہ کیا ہی اچھا سودا ہے جو مومن اپنے ربّ سے کرتا ہے مگر افسوس کہ لوگوں کو اس سودے کی طرف بہت کم توجہ ہے۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ تم اپنے آپ کو جنّت کا پودا بناؤ۔ اپنے کلمہ کو کلمہ طیّبہ بناؤ اور اس کے فضل سے شجرۂ طیّبہ کی مانند ہو جاؤ۔

(انتخاب: اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ اول صفحہ نمبر 350- 354)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا...... از صفحہ 3

ہوجاتے ہیں....... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔‘‘

(ترجمان القرآن اگست 1934ء صفحہ 57-58)

ایک اور نامہ نگار جناب سخاوت حسین آف اوکاڑہ نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف سازش کرنے والوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ہر حکمران کا انجام برا ثابت ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’پاکستان میں پہلی دفعہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے سہارے میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کی ایما پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتب کو ضبط کیا مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد واعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنے محسن مرزا کی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تازیست وزیر اعظم پاکستان رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔ اب صدر ضیاء الحق نے مرزائیوں سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہوچکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے؟ وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔‘‘

(روزنامہ جنگ لاہور 13 دسمبر 1983ء)

جی ہاں! ان کا یہ خدشہ صد فی صد سچا ثابت ہوا۔ ضیاالحق کو اقتدار سے ہی نہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ ان کی ہلاکت کا نشان احمدیت اور خلافت کی صداقت پر ایک روشن مینار کی طرح زندہ رہے گا۔ کیونکہ ان کی ہلاکت سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے نہایت واضح الفاظ میں فرمادیا تھا:

’’جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے وہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں۔ چونکہ وہ تمام آئمۃ المکفرین کے امام ہیں......... انہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم وستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج قبول کرلیا ہے۔‘‘

اس کے بعد 12 اگست 1988ء یعنی اس کی ہلاکت سے صرف 5 دن قبل واضح رنگ میں فرمایا:

’’یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ اسے اس کی ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔‘‘

آخر شیر خدا نے بپھر کر ہر بن باسی کو للکارا
کوئی مبارز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مباہل آئے
ہمت کس کو تھی کہ اٹھتا، کس کا دل گردہ تھا نکلتا
کس کا پتہ تھا کہ اٹھ کر، مرد حق کے مقابل آئے
آخر طاہر سچا نکلا، آخر ملا نکلا جھوٹا
جَآءَ الۡحَقُّ وَزَھَقَ الۡبَاطِلُ
اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَھُوۡقًا

پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ انہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں:

’’اے پاکستان کے مظلوم احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ بلند ہمت اور شجاعت اور اولوالعزمی کی یہ صفات تم سے ظاہر ہورہی ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب اول درجہ کے پاک یافتہ ہو کر تم ان ابتلاؤں سے نکلو گے اور عزت اور حرمت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا جائے گا وہ دن لازماً آئیں گے کہ مسیح دوراں کو کانٹوں کا تاج پہنانے والے خود کانٹوں میں گھسیٹے جائیں گے اور ذلت اور رسوائی کا تاج ان کے سروں پر رکھا جائے گا۔‘‘

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

(تیغ دعا۔ قتل لیکھرام اور سو سال از حنیف محمود صفحہ 312-317)

عصر حاضر کے فرعون سے یہ کہو رب موسیٰ کی عظمت کو سجدے کرے
ورنہ ٹکڑے ہوا میں بکھر جائیں گے وہ جو پھینکے گا اپنا عصا دوستو

لئیق احمد عابد

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بعض شوہر اپنی بیوی کی تعریف کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ عورت ہے اپنا کام کر رہی ہے۔ یہ غلط ہے۔ بیوی کی تعریف ہونی چاہئے بیوی کی خوبیوں کا ذکر کریں، اس کے لباس، اس کی پسند، اس کی شکل وصورت، اس کے پکوان اور گھر کے رکھ رکھاؤ کی تعریف کریں۔ اس طرح سے آپ اپنی بیوی کا دل جیت سکیں گے۔ اور گھر میں بھی شانتی بنی رہے گی۔

مرسلہ: محمد عمر تماپوری، انڈیا

05مارچ2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:22	18:26
مدینہ منورہ	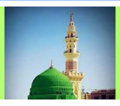	05:23	18:26
قادیان		05:30	18:29
ربوہ		05:10	18:09
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:10	17:50

فقہی کارنر

حضور کی نظموں کی ریکارڈنگ

ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ حضور کی نظمیں فونوگراف میں بند کر کے لوگوں کو سنائی جائیں۔؟

فرمایا:۔ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ تبلیغ کی خاطر اس طرح سے نظم فونوگراف میں سنانا جائز ہے کیونکہ اشعار سے بسا اوقات لوگوں کے دلوں کو نرمی اور رقّت حاصل ہوتی ہے۔

(بدر 24 مئی 1908ء صفحہ 8)
(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)